راہنمائے بندگی
حالات و واقعات زندگی
امام سجاد
تالیف: مرزا سردار حسن

راہنمائی بندگی

حالات وواقعات زندگی

حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام

تالیف

مرزا سردار حسن

ناشر

دفتر موسسہ فضائل

جامعہ باب العلم نوگانواں سادات ہند

کتاب راہنمائے بندگی

مولف مرزا سردار حسن

کمپوزنگ علی زیدی

ناشر موسسہ فضائل

تاریخ طباعت جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ ۱۸ مئی ۲۰۱۱

تعداد ۱۰۰۰

ملنے کا پتہ: موسسہ فضائل جامعہ باب العلم اورنٹیل کالج نوگانواں

سادات ضلع جے پی نگر، یوپی، انڈیا-۲۴۴۲۵۱

09634682471_05922223307

sardarhasan58@yahoo.com,

www.FAZAEL.com

محسن شیعت، رہبر کبیر اسلامی جمہوریہ ایران،

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ روح اللہ الخمینی

کے نام

جنہوں نے آئمہ علیہم السّلام کی حیات طیّبہ سے درس لیتے ہوئے ظلم و استکبار کے خلاف آواز بلند کر کے دنیائے بشریت کو بتادیا کہ اسلام اور اس کے قوانین آج بھی زندہ اور سعادت و سربلندی کے ضامن ہیں

فہرست

عرض ناشر.......................................۹

ازقلم مولانا افضال حسین صاحب......................۱۱

مقدمہ مولف.......................................۱۴

چھٹے معصوم، چوتھے امام علیہ السّلام کی حیات طیبہ کے مختصر حالات..........۱۷

واقعہ کربلا کے سلسلہ میں امام زین العابدین کا شاندار کردار..............۲۰

مشہور اصحاب وانصار.................................۲۶

حالات اور ذمہ داریاں..................................۲۸

تہذیبی حملے کا زبردست مقابلہ...........................۲۹

قیام نہ کرنے کا سبب....................................۳۰

عاشوراء کی یاد کو زندہ رکھنا..............................۳۲

وعظ ونصیحت..۳۲

درباری علماء کا سامنا اوران سے مقابلہ.......................۳۳

انکشافات کے لئے ہر مناسب موقع سے فائدہ اٹھانا..............۳۳

منتخب واقعات آدم علیہ السلام سے امام سجّاد علیہ السّلام تک............۳۴

نعمت کا اظہار اور توفیق پر شکر............................۳۶

رہبری کادعوی اور پتھر کی گواہی.................................۳۸
کنکری پر مہر فرمانا....................................۴۰
غروب خورشید کے بعد ہدایت کرنے والے.........................۴۱
فقراء مدینہ کی کفالت................................۴۳
حسن بصری کی شرمندگی................................۴۳
بنیاد کعبہ معظمہ اور نصب حجر اسود..........................۴۵
عبدالملک بن مروان کا حج................................۴۷
اخلاق کی دنیا میں....................................۴۸
بلند خصائل وصفات....................................۵۰
دشمن کی ہلاکت....................................۵۳
تنہا حامی اور فرشتہ الٰہی................................۵۴
زہد وقناعت......................................۵۶
طوق وزنجیر سے نجات..................................۵۷
مہمان کبریاء اس کا محبوب ترین بندہ..........................۵۹
ثمرہ انکساری......................................۶۱
تمسک بہ خدا اور نجات واقعی...............................۶۳
مساکین کی خبر گیری اور زاد آخرت...........................۶۵

پہاڑ کی بلندی پر، خوان جنت منگانا............۔ ۶۶
مصیبت میں یعقوب علیہ السّلام سے کہیں زیادہ............ ۶۸
ماں کے حق کی رعایت............ ۶۹
جہاد اور حج............ ۶۹
تقیہ اور جان کی حفاظت............ ۷۰
گوہر خیز خشک روٹیاں............ ۷۲
نادان دشمن سے سلوک............ ۷۵
امام کی برکت سے حجاج کرام جنات کے مہماں............ ۷۷
حضرت خضر بھی دست بوسی کو حاضر ہوتے ہیں............ ۷۸
مخبر غیب کا جن زدہ لڑکی کو شفا عطا کرنا............ ۸۰
جمعہ کے روز فقیروں کی خوشحالی............ ۸۳
لغویات زندگی اور خسارہ آخرت............ ۸۵
درندہ جانور کی مشکل کشائی............ ۸۶
دوسروں کو خود اور اپنے اہل خانہ سے بہتر سمجھنا............ ۸۷
عملی طور پر درس انکساری............ ۸۹
کیفیت زیست............ ۹۲
تعلیم اصول دین کی اہمیت............ ۹۴

مجلس و محفل اور گفتگو کرنے والے کا احترام.......... ۹۶
جانور آزاری بھی قابل سزا ہے.......................... ۹۷
خدا کے لئے انسانی صفات کا قائل ہونا باعث عذاب.......... ۹۸
معیار زوجیت ایمان اور تقویٰ........................ ۱۰۰
زیارت امام، وسیلہ نجات وسعادت...................... ۱۰۲
دردمند ناداران.............................. ۱۰۴
خاص وقت میں امام کی نصیحتیں...................... ۱۰۶
پانچ پر نجات................................. ۱۰۹
امام علیہ السلام کے کلام سے منتخب چالیس حدیثیں............ ۱۱۲

قال الامام زین العابدین علیہ السلام: لا یقل عمل مع تقویٰ
وکیف یقل ما یتقبل

ترجمہ:

”حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:
وہ کام جو خلوص کے ساتھ انجام دیا جائے بظاہر وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو،
لیکن وہ کم نہیں ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ جو عمل مقبول بارگاہ خدا ہو، وہ کم ہو“

بسم من علم بالقلم

عرض ناشر

کسی بھی قوم کی حقانیت و بقاء اس کے رہبروں کی تعلیمات اوران کے مدلل و متقن ہونے میں ہوتی ہے، جتنی اس کی تعلیمات انسانی فطرت سے سازگاراور عقلی میزان کے مطابق ہونگی اسی اعتبار سے اس کی بقاء و دوام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے دین اسلام آفاقی ہونے کے ساتھ تاقیامت باقی رہنے والا دین ہے۔ اس بات کی تاکید اگرچہ دینی متون میں اپنے انداز میں ہوئی ہے لیکن بافہم اور باشعور انسان اس کی تعلیمات، ان کی فطرت سے سازگاری اور عقلی موازین پر پورے اترنے سے بخوبی اس دین کے جاوداں ہونے کا یقین حاصل کرسکتا ہے اور معصومین علیہم السلام نے اسی لئے فرمایا ہے لو یعلم الناس محاسن کلامنا لاتبعوانا (اگرلوگ ہمارے کلام کی اچھائیوں کو درک کرلیں تو ہمارا اتباع کرنے لگیں؛ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کونوا دعاۃ الناس بغیر السنتکم (لوگوں کو اپنے دین کی طرف اپنے عمل کے ذریعہ بلاؤ) کتاب حاضر جوآپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے اس میں چھٹے معصوم علیہ السلام کی سیرت، عمل اور تعلیمات و اقوال کے ذریعہ حقیقی بندگی کا انداز بیان کیا گیا ہے

عالی جناب مولانا مرزا اسرار حسن صاحب قبلہ استاد جامعہ باب العلم نوگانواں سادات نے جس اسلوب کو اپنایا ہے نہایت جذاب اور قابل داد ہے مولانا موصوف کی اس تحریر کو پیش

کرتے ہوئے ہم فخر محسوس کر رہے ہیں خداوندہ عالم سے دعا ہے کہ مولانا کو اپنے حفظ و امان میں رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ دین ومذہب کی خدمت کی توفیق عنایت فرمائے۔

ادارہ اس کتاب کی اشاعت میں تعاون کرنے والے حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہے اور خداوندہ عالم سے روز بروز ان کی ترقی وکامیابی کی دعا کرتا ہے۔

موسسہ فضائل ،قوم کے نوجوانوں اور جوانوں سے گذارش گذار ہے کے اس مفید کتاب کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھوائیں تا کہ علوم محمد وآل محمدؑ علیہم السلاّ م کی نشر میں شریک ہو کر مثاب ہوں۔

فقط والسلام

موسسہ فضائل

www.fazael.com

بسم العظیم الاعظم

از قلم استاد: حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا افضال حسین صاحب قبلہ

استاد جامعہ باب العلم نوگانواں سادات

ایک نوعمر عالم دین، مولانا سردار حسن صاحب نے جہاد بالقلم کا بیڑہ اٹھایا تو مسلسل قلم چلتا ہوا نظر آ رہا ہے؛ متعدد قلمی کاوشیں تخلیقی منزلوں سے گذر چکی ہیں، جن میں سے ایک ابھی تاریخ اجتہاد و مرجعیت بنام ستون شیعت میری نظروں سے گذری تھی کہ یک بہ یک دوسری کتاب بنام راہنمائی بندگی نظر نواز ہوئی، دیکھ کر بیش از حد مسرت حاصل ہوئی، قلم کی روانی، عبارت کی سلاست، ترسیل معنی اور ابلاغ مفہوم کا انداز بتا رہا ہے کہ موصوف جلد ہی مستحکم قلم کاروں کی فہرست میں شامل ہو نگے۔

موجودہ کتاب اس ذات والاصفات کی سیرت سے ماخوذ ہے جو شجاعت میں علیؑ، خلق میں حسنؑ اور صبر و استقامت میں حسینؑ، وہ سجدہ گذاروں کی صف میں پہونچے تو سید السّاجدین کہلائے، عبادت گذاروں کے مجمع میں زین العابدین کہلائے اور خالق نہج البلاغہ کا لال تکلم پہ آئے تو زبور آل محمد کی تخلیق فرمائے، جو ایک گنجینہ علم وعمل بھی ہے اور اعداء کے لئے شمشیر براں بھی؛ جب حالات نے تبلیغ دین حق پر پابندی لگادی تو آپ نے دعاؤں کا سہارا لے کر، حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پہونچایا؛ جب حقوق اللہ پہونچانا ہوا تو چاہنے والو کو دعائے التحمید للہ تعلیم فرمادی، جب نبی کا تعرف کرانا مقصود ہوا تو دعائے الصلوٰۃ علی محمد وآل محمد کا تحفہ عطا کر دیا، یوں

ہی ہر موضوع پر احکام کو دعا کے قالب میں ڈھل کر دین کی حفاظت فرماتے رہے۔

اور جب حقو العباد کی بات آئی تو والدین کے حقوق کو، والدین کے لئے دعا کے انداز میں پیش فرما کر ان کے تمام حقوق کو بیان کر دیا اسی طرح تربیت اولاد کے احکام کو دعائے ولدہ میں مفصل واضح کر دیا۔

بہر حال حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کی نہ ہی شرف نسبی کی بلندی طے کی جاسکتی ہ، اور نہ ہی آپ کے ذاتی فضائل ومناقب کا احصاء ممکن ہے؛ آپ نے خود بھی مقام مباہات میں ارشاد فرمایا ہے کہ انا ابن الخیر تین میں دو منتخب نسلوں کا وارث ہوں اور اس جملہ کی عظمت کا اندازہ یوں لگائیں کہ خود مرسل اعظم علیہ الصّلاۃ والسّلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنے بندوں میں دو ہی قوموں کو منتخب فرمایا ہے، عرب میں قبیلہ قریش اور غیر عرب سے فارس کو، یہی وجہ ہے کہ بہت سے ایرانی حضرات نے اس حدیث کو اپنے لئے فخریہ بیان کیا ہے۔ مثلا مہیار دیلمی ایرانی جناب سید رضی کے ذریعہ مسلمان ہوا اور آپ کی شاگردی آیا تو مقام مباہات میں کہتا ہے کہ" میں نے عزت و بزرگی بہترین باپ داد سے حاصل کی ہے، اور دین کی عزت بہترین نبی سے حاصل کی پس مجھے ہر حیثیت سے فخر کا موقع حاصل ہے عزت خاندانی، فارس کی اور دینی عزت اسلام کی۔

حالانکہ شاعر کو خسروان فارس سے کوئی نسبت نہ تھی صرف ایران کا رہنے والا تھا اور پیغمبر سے بھی کوئی رشتہ نہ تھا صرف کلمہ کے ذریعہ ایک امّتی بن گیا تھا۔

لیکن ابن الخیر تین کہنے والا نبی کالال ہے اور شاہ کسریٰ کا نواسہ، بہر حال سید سجاّد علیہ السّلام کے فضائل کا احاطہ کون کرسکتا ہے البتّہ آپ کے ہاتھوں میں جو کتاب ہے وہ کردار سازی کے لئے معاون، اخلاق حسنہ کے لئے مددگار اور عبد و معبود کے رشتوں کو استوار کرنے کے لئے رہنما ہے خداوند کریم مولّف کو اور زیادہ زور قلم عطا فرمائے اوران کے لئے یہ زاد آخرت قرار دے

آمین یا رب العالمین

کونوا لنا زینا ولاتکونوا لنا شینا {امام زین العابدین علیہ السلام}

افضال حسین

جامعہ باب العلم نوگانواں سادات الھند

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

مقدمہ مولف

حمدوثنااس خداکے لئے جس نےہمیں عبادت و بندگی کاسلیقہ سکھایا؛اورصراط مستقیم ،ولایت حبْل اللّہ (یعنی اہل بیت عصمت وطہارت صلوات اللّہ علیہم اجمعین) کی طرف ہدایت فرمائی.

اوربہترین درود وسلام پیغمبر الہی او راہل بیت نبوی پر،خصوصا چوتھے امام سید السّاجدین علی ابن الحسین علیہم السّلام کی ذات گرامی پر .

اورلعن ونفرین ہواہل بیت رسالت علیہم السّلام کے دشمنوں پر،کہ حقیقت میں وہ خدا،رسول اورقرآن کے دشمن تھے.

یہ مختصرکتابچہ جوقارئین کی خدمت میں جامعہ باب العلم نوگانواں سادات کے شعبہ تحقیقات کی طرف سے پیش کیاجارہاہے،چوتھے امام علیہ السّلام کے گلستان حیات طیبہ سے کچھ پھولوں کواپنے دامن میں لئے ہوئے ہے اگر چہ امام علیہ السلام کی زندگی کا ہرلحہ اورہرعمل،انسانیت کے لئے سنگ میل اور باعث ہدایت ہوتاہے،لیکن اپنی کم علمی اوراختصارکومدنظررکھتے ہوئے،آسمان ولایت وامامت کے درخشاں ستارے، انسان کامل اورعابدمجاہدکی سیرت طیبہ سے کچھ درس لینے کی کوشش کی ہے۔

حضرت رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،نےامام چہارم کی عظمت و جلالت کے لئے ان کی ولادت باسعادت کی بشارت اوران کے حجت خدااورخلیفہ برحق ہونے کی

تاکید کے ساتھ فرمایا ہے: جب ان کا نطفہ میرے بیٹے حسین علیہ السّلام کے ذریعہ منعقد ہوگا تو چاند کی مانند ہوگا اور ان کا وجود سراپا ہدایت انسانیت ہوگا، جو بھی انکی -زندگی اور سیرت کی- اطاعت و پیروی کریگا سعادت مند اور نجات پانے والا ہوگا .اور قیامت کے روز ان کی شفاعت اور ہدایت کے وسیلہ سے، جنت میں داخل ہوگا اور اس کی لافانی نعمتوں سے مالامال ہوگا.

قرآن کریم کی آیات، احادیث قدسّیہ اور متعدد روایات امام علیہ السلام کی عظمت ومنزلت میں، مختلف اسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہیں.

اور جو بھی اس کتابچہ میں ذکر ہو رہا ہے وہ ان کے فضائل ومناقب وکرامات کا ایک ناچیز ذرہ ہے کہ جسے مختلف معتبر کتابوں کی مدد سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ مختصر سا دل نشین اور لذت بخش ذرہ، تمام مومنین، خاص کر جوانوں کے لئے مفید واقع ہو اور انشاء اللہ تعالی ذخیرہ ہو اس روز کے لئے (لیوم لا ینفع مالٌ و لا بنون إلاّ منْ اٴتی اللّٰہ بقلبٍ سلیمٍ لي ولوادیّ ولمنْ لہ عليّ حقّ)

اس مختصر کتابچہ میں حیات بابرکت امام سید سجاد علیہ السّلام کے تین پہلوؤں پر مختصر طور سے گفتگو کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، پہلے حصہ میں امام علیہ السّلام کا زندگی نامہ اختصار سے بیان کیا گیا ہے، دوسرے حصے میں آنحضرت کی حیات طیبہ کے کچھ واقعات تحریر ہوئے ہیں اور تیسرے حصے میں امام علیہ السّلام کے ھادی وناجی کلام سے چالیس منتخب حدیثیں ترجمہ کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اور منابع اور مدارک اس کے

اختصار کی وجہ سے بیان نہیں کئے گئے ہیں۔

آخر میں ان تمام حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتابچہ کی نشر واشاعت میں کسی بھی طرح کی مدد فرمائی۔خداوندہ عالم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں خدایا بحق چہاردہ معصومینؑ ہماری قوم کے جوانوں کو روز بروز ترقی و کامیابی عطا فرما، انکی کامیابی و کامرانی کے دشمنوں کو ذلیل وخوار فرما، موسسہ فضائل کے محسنین کو اپنے حفظ و امان میں رکھ۔ ہمارے اعمال کو نیک اور امام عصرؑ روحی لہ الفداء کی رضایت کے قابل بنادے، ہمارے مولا وآقا کے ظہور میں تعجیل فرما۔

آمین یارب العالمین

والسلام

مرزا سردار حسن

موسسہ فضائل

ضلع جے پی نگر (یو پی) انڈیا ۲۴۴۲۵۱

جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق مئی ۲۰۱۱ء

چھٹے معصوم، چوتھے امام علیہ السلاّ م کی حیات طیّبہ کے مختصر حالات

امام چہارم علیہ السّلام کی تاریخ ولادت کے بارے میں مورّخین میں اختلاف ہے، کچھ محققین روز جمعہ یا پنج شنبہ ۱۵ جمادی الاول یا ۱۵ جمادی الثّانی یا ۲۳ شعبان، سن ۳۶ یا ۳۸ ہجری ذکر کرتے ہیں لیکن مشہور یہ ہے کہ آپ ۱۵ جمادی الاوّل سن ۳۶ ہجری کو دنیا میں تشریف لائے [۱]۔

نام: علیؑ صلوات اللہ وسلامہ علیہ.

کنیت: ابوالحسن، ابومحمّد، ابوالقاسم و....

لقب: سجّاد، زین العابدین، زین الصالحین، سیّد العابدین، سیّد السّاجدین، ذوالثّفنات، ابن الخیرتَین، مجتہد، عابد، زاہد، خاشع، بکّاء، امین و....

نقش انگشتر: حضرت کے پاس تین انگوٹھیاں تھیں، جن کے نقش ترتیب کے اعتبار سے یہ تھے: للہ للہ (وَما تَوفیقی إلاّ بِاللّٰہ)، (الْحَمْدُ لِلّٰہِ العَلِیّ)، (إنَّ اللّٰہ بالِغُ اءَمْرِہِ) و (الْعِزَّۃُ لِلّٰہِ). دربان: ابوخالد کابلی، ابوجبلۃ، یحیی بن امّ طویل.

پدر: امام ابوعبداللہ الحسین، سیّد الشّہداء علیہ الصّلاۃ والسّلام.

مادر: قول مشہور کی بنا پر جناب شہربانو، ایران کی شہزادی تھیں؛ عمر کے دور حکومت میں قید ہو کر لائی گئیں تھیں اور امام علیؑ علیہ السّلام نے انھیں فروخت کرنے

۱۔ اصول کافی: ج ۱، تہذیب الاحکام: ج ۶، کشف الغمّۃ: ج ۱، تاریخ اہل البیت علیہم السّلام، إعلام الوری: ج ۱، اعیان الشیعۃ: ج 1، مجموعہ نفیسہ، بحارالانوار: ج ۴۶ و ۸۸، مناقب ابن شہرآشوب: ج ۲، تذکرۃ الخواصّ، عیون المعجزات، جامع المقال طریحی، دعوات راوندی، مستدرک الوسائل، الفصول المہمّۃ ابن صبّاغ و۔ اعلام الوری ص ۱۵۱ و مناقب جلد ۴ ص ۱۳۱

سے روکا اور فرمایا: وہ ایک شریف گھرانے کی بیٹی ہیں انھیں آزاد کردیا جائے اور جس سے وہ شادی کرنا چاہیں ان سے شادی کرائی جائے اور مہر بیت المال سے ادا کیا جائے، انھوں نے اپنی مرضی سے، امام حسین علیہ السّلام کو اپنے لئے انتخاب فرمایا جس کے نتیجہ میں امام زین العابدین علیہ السّلام متولّد ہوئے نسب اور نسل باپ اور ماں کی طرف سے دیکھے جاتے ہیں، امام علیہ السّلام کے والد ماجد حضرت امام حسین علیہ السّلام اور دادا جناب امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السّلام اور دادی حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین، ہیں اور آپ کی والدہ جناب شہربانو بنت یزدجرد ابن شہریار ابن کسریٰ ہیں، یعنی آپ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوتے اور نوشیرواں عادل کے نواسے ہیں، یہ وہ بادشاہ ہے جس کے عہد میں پیدا ہونے پر سرور کائنات نے اظہار مسرت فرمایا ہے، اس سلسلہ نسب کے متعلق ابوالاسود دوئلی نے اپنے اشعار میں اس کی وضاحت کی ہے کہ اس سے بہتر اور سلسلہ ناممکن ہے اس کا ایک شعر یہ ہے۔

وان غلاما بین کسری وھاشم

لاکرم من ینطت علیہ التمائم

اس فرزند سے بلند نسب کوئی اور نہیں ہوسکتا جو نوشیرواں عادل اور فخر کائنات حضرت محمد مصطفی کے دادا ہاشم کی نسل سے ہو[۱]۔

۱۔ اصول کافی ص ۲۵۵

شیخ سلیمان قندوزی اور دیگر علماء اہل اسلام لکھتے ہیں کہ نوشیرواں کے عدل کی برکت تو دیکھو کہ اسی کی نسل کو آل محمد علیہم السّلام کے نور کی حامل قرار دیا اور آئمہ طاہرین علیہم السّلام کے ایک عظیم فرد کو اس خاتون سے پیدا کیا جو نوشیرواں کی طرف منسوب ہے، پھر تحریر کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السّلام کی تمام بیویوں میں یہ شرف صرف جناب شہر بانو کو ملا جو حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ ہیں

علامہ عبید اللہ بحوالہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ جناب شہر بانو شاہان فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی بیٹی تھیں اور آپ ہی سے امام زین العابدین علیہ السّلام متولد ہوئے جن کو "ابن الخیرتین" کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفٰی صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند عالم نے اپنے بندوں میں سے دو گروہ عرب اور عجم کو بہترین قرار دیا ہے اور میں نے عرب سے قریش اور عجم سے فارس کو منتخب کرلیا ہے ،چونکہ عرب اور عجم کا اجتماع امام زین العابدین میں ہے اسی لیے آپ کو "ابن الخیرتین" سے یاد کیا جاتا ہے [۱]۔ ان کے علاہ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ جناب

شہر بانو کو "سیدۃ النساء" کہا جاتا ہے [۲]۔

حلیہ مبارک

۱۔ ارجح المطالب ص ۴۳۴

۲ مناقب جلد ۴ ص ۱۳۱

ملّامبین تحریرفرماتے ہیں کہ آپ حسن وجمال ،صورت وکمال میں نہایت ہی ممتاز تھے، آپ کے چہراہ مبارک پر جب کسی کی نظر پڑتی تھی تووہ آپ کااحترام اور آپ کی تعظیم کرنے پرمجبور ہو جاتا تھا۔

محمد بن طلحہ شافعی رقمطراز ہیں کہ آپ صاف کپڑے پہنتے تھے اورجب راستہ چلتے تھےتو نہایت خشوع کے ساتھ، راہ روی میں آپ کے ہاتھ زانو سے باہر نہیں جاتے تھے ا۔

واقعہ کربلا میں امام زین العابدین علیہ السّلام کاشاندار کردار

۲۸ / رجب ۶۰ ھ کو آپ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوکرمکہ معظمہ پہنچے چارماہ قیام کے بعدوہاں سے روانہ ہوکر ۲/ محرم الحرام کووارد کربلا ہوئے، وہاں پہنچتے ہی یا پہنچنے سے پہلے آپ علیل ہوگئے اورآپ کی علالت نے اتنی شدت اختیار کی کہ آپ امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کے وقت تک اس قابل نہ ہوسکے کہ میدان میں جا کر درجہ شہادت حاصل کرتے ،تاہم موقع فراہم ہونے پرآپ نے جذبات نصرت کوبروئے کارلانے کی سعی کی، جب کوئی آواز استغاثہ کان میں آئی ؛آپ اٹھ بیٹھے اورمیدان کارزارمیں شدّت مرض کے باوجود جا پہنچنے کی سعی بلیغ کی، امام علیہ السّلام کے استغاثہ پرآپ خیمہ سے باہر نکل آئے اورایک چوب خیمہ لے کرمیدان کاعزم کردیا، ناگاہ امام حسین علیہ السّلام کی

ا۔مطالب السؤل ص۲۲۶، ۲۶۴

نظر آپ پر پڑ گئی اور انہوں نے نگاہ سے بقولے حضرت زینب علیہ السّلام کو آواز دی "بہن سید سجّاد علیہ السّلام کو روکو ورنہ نسل رسول کا خاتمہ ہو جائے گا" حکم امام علیہ السّلام سے زینب علیہ السّلام نے سید سجّاد علیہ السّلام کو میدان میں جانے سے روک لیا اگر امام زین العابدین علیہ السّلام شہید ہو جاتے تو نسل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف امام محمد باقر علیہ السّلام میں محدود رہ جاتی، امام شبلنجی لکھتے ہیں کہ مرض اور علالت کی وجہ سے آپ درجہ شہادت پر فائز نہ ہو سکے [۱]

شہادت امام حسین علیہ السّلام کے بعد جب خیموں میں آگ لگادی گئی تو آپ انہیں خیموں میں سے ایک خیمہ میں بدستور پڑے ہوئے تھے، ہماری ہزار جانیں قربان ہو جائیں، حضرت زینب علیہ السّلام پر کہ انہوں نے اہم فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں سب سے پہلا فریضہ امام زین العابدین علیہ السّلام کے تحفظ کا ادا فرمایا

اور امام علیہ السّلام کو بچالیا الغرض رات گزری اور صبح نمودار ہوئی، دشمنوں نے امام زین العابدین علیہ السّلام کو اس طرح جھنجوڑا کہ آپ اپنی بیماری بھول گئے آپ سے کہا گیا کہ ناقوں پر سب کو سوار کرو اور ابن زیاد کے دربار میں چلو، سب کو سوار کرنے کے بعد آل محمد کا ساربان پھوپھیوں، بہنوں اور تمام مخدرات کو لئے ہوئے داخل دربار ہوا حالت یہ تھی کہ عورتیں اور بچّے رسیوں میں بندھے ہوئے اور امام علیہ السّلام لوہے کے طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے دربار میں پہونچے۔

۱۔ نور الابصار ص ۱۲۶

آپ چونکہ ناقہ کی برہنہ پشت پر سنبھل نہ سکتے تھے اس لیے آپ کے پیروں کو ناقہ کی پشت سے باندھا گیا تھا دربار کوفہ میں داخل ہونے کے بعد آپ اور مخدرات عصمت قید خانہ میں بند کر دیئے گئے، سات روز کے بعد آپ سب کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے اور ۱۹ منزلیں طے کر کے تقریبا ۳۶ / یوم میں وہاں پہنچے کتاب کامل بہائی میں ہے کہ ۱۶ / ربیع الاول ۶۱ ھ ءکو بدھ کے دن آپ دمشق پہنچے ہیں اللہ رے صبرِ امام زین العابدین علیہ السّلام، بے پردہ بہنوں اور پھوپھیوں کا ساتھ اور لب شکوہ پر سکوت کی مہر۔

حدود شام کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی، پیروں میں بیڑی اور گلے میں خاردار طوق آہنی پڑا ہوا تھا اس پر مستزاد یہ کہ لوگ آپ پر پتّھر برسا رہے تھے آپ نے بعد واقعہ کربلا کے ایک سوال کے جواب میں "الشّام الشّام الشّام" فرمایا تھا[1]

شام پہنچنے کے کئی گھنٹوں یا دنوں کے بعد آپ آل محمد کو لیے ہوئے سرہائے شہدا ءسمیت داخل دربار ہوئے پھر قید خانہ میں بند کر دیئے گئے تقریبا ایک سال قید کی مشقتیں جھیلیں۔

قید خانہ بھی ایسا تھا کہ جس میں تمازت آفتاب کی وجہ سے ان لوگوں کے چہروں کی کھالیں متغیّر ہوگئی تھیں مدّت قید کے بعد آپ سب کو لیے ہوئے ۲۰ / صفر ۶۲ ھ ء

---

[1] تحفہ حسینہ علامہ بسطامی

کو وارد کربلا ہوئے آپ کے ہمراہ کل شہداء کربلا کے سروں کے علاوہ سر حسین علیہ السّلام بھی تھا، آپ نے اسے اور کل شہداء کے سروں کو ان کے جسم مبارک سے ملحق کیا

۸ / ربیع الاول ۶۲ ھ کو آپ امام حسین علیہ السّلام کا لٹا ہوا قافلہ لئے ہوئے مدینہ منوّرہ پہنچے، وہاں کے لوگوں نے آہ وزاری اور کمال رنج وغم سے آپ کا استقبال کیا۔

۱۵ روز وشب نوحہ وماتم ہوتا رہا[۱]۔

اس عظیم واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ جناب زینب علیہ السّلام کے بال اس طرح سفید ہو گئے تھے کہ جاننے والے انہیں پہچان نہ سکے

جناب رباب علیہ السّلام نے سایہ میں بیٹھنا چھوڑ دیا امام زین العابدین علیہ السّلام تاحیات گریہ فرماتے رہے [۲] اہل مدینہ یزید کی بیعت سے علیحدہ ہو کر باغی ہو گئے بالاخر واقعہ حرہ کی نوبت آ گئی۔

میدان کربلا میں امام چہارم علیہ السّلام کی عمر شریف ۲۲ یا ۲۴ سال تھی، اور سیدہ طاہرہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی نسل پاک بھی آپکے صلب مطہر سے چلی.

آن حضرت نے امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کے بعد حکومت بنی امیہ سے مختلف طرح سے مقابلے کئے خطبات، تقریر، جلسات دعا ومناجات کے انعقاد، گریہ و اظہار مظلومیّت وتظلّم و...کے ذریعہ حکومت کے خطرناک عزائم سے لوگوں کو باخبر کیا

۱۔ تفصیلی واقعات کے لیے کتب مقاتل وتاریخ ملاحظہ فرمائیں

۲۔ جلاء العیون ص ۲۵۶

آن حضرت دنیا کے چار رونے والوں میں سے ایک ہیں، کہ کربلا کے واقعہ کے بعد اپنے مظلوم پدر بزرگوار پر چالیس سال تک گریہ وبکاء کرتے رہے، اور بنی امیّہ کے ظلم وستم کا مقابلہ شمشیر اشک کے ذریعہ کرتے رہے۔

مدّت عمر:

حضرت زین العابدین علیہ السّلام دو سال اور کچھ مہینہ تک اپنے جد بزگوار حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام، اور تقریبا بارہ سال اپنے عمو امام مجتبیٰ علیہ السّلام، اور ۲۳ یا ۲۴ سال اپنے پدر بزگوار امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ، اور تقریبا ۳۵ سال امت اسلامیہ کی رہبری اور ہدایت میں گزارے کہ مجموعی طور پر حضرت کی عمر شریف کو ۵۸ سال ذکر کیا ہے.

مدّت امامت:

حضرت زین العابدین علیہ السّلام دس محرّم الحرام، سن ۶۱ ہجری اپنے پدر بزگوار کی شہادت کے بعد، ۲۳ یا ۲۴ سال کے سن میں منصب امامت وخلافت پر فائز ہوئے اور ۱۲ یا ۲۵ محرم الحرام سن ۹۴ یا ۹۵ ہجری تک تقریبا ۳۵ سال انسانیت کی ہدایت ورہبری فرماتے رہے

شہادت:

حضرت کو ہشام بن عبد الملک مروان نے، روز شنبہ، ۱۲ یا ۲۵ محرم الحرام سن ۹۴ یا ۹۵ ہجری قمری میں زہر، دیا اور آن حضرت اپنے خالق برحق سے جا ملے.

محلّ دفن:

امام علیہ السّلام کے پیکر مطہّر و مقدّس کو قبرستان بقیع میں ان کے عمو امام حسن مجتبی علیہ السّلام کے پاس دفن کیا گیا.

تعداد فرزندان:

شیخ مفید نے حضرت زین العابدین علیہ السّلام کی ۱۵ اولاد ذکر کی ہیں:

۱۔محمد باقر کہ جن کی والدہ امام حسن علیہ السّلام کی بیٹی امّ عبداللہ تھیں.

۲۔عبداللہ، جن کی بیٹی فاطمہ اسماعیل ابن امام جعفر صادق علیہ السّلام کی ماں تھیں.

۳۔حسن

۴۔حسین

۵۔زید

۶۔عمر

۷۔حسین اصغر

۸۔عبدالرحمن

۹۔سلیمان

۱۰۔علی (سب سے چھوٹے فرزند)

۱۱۔خدیجہ

۱۲۔حمد اصغر

۱۳۔فاطمہ

۱۴۔علیہ

۱۵۔امّ کلثوم.[۱]

معاصر خلفاء:

یزید بن معاویہ بن ابی سفیان، اسکا بیٹا معاویۃ بن یزید، مروان بن حکم، عبدالملک بن مروان، ولید ابن عبد الملک.

آنحضرت کی نماز:

دو رکعت ہے، کہ جس کی ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد سو مرتبہ آیۃ الکرسی یا سورہ توحید پڑھا جاتا ہے، نماز سلام کے بعد، تسبیح حضرت فاطمہ زہراء علیہ السّلام پڑھی جاتی ہے؛ اور اس کے بعد اپنی حاجات بارگاہ خداوند عالم سے طلب کی جاتی ہیں[۲]

مشہور اصحاب و انصار

۱۔جابر بن عبداللہ انصاری.

۲۔عامر بن واثلہ کنانی.

۳۔سعید بن مسیّب.

۴۔سعید بن جہان کنانی.

۱۔منتہی الامال، شیخ عباس قمی، جلد ۲، صفحہ ۴۳

۲۔تلخیص از اصول کافی: ج ۱، ص ۴۶۶

۵۔سعید بن جبیر.

۶۔محمد بن جبیر.

۷۔ابو خالد کابلی.

۸۔قاسم بن عوف.

۹۔اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر.

۱۰۔ابراہیم بن محمد حنفیہ.

۱۱۔حسن بن محمد حنفیہ.

۱۲۔حبیب بن ابی ثابت.

۱۳۔ابو حمزہ ثمالی.

۱۴۔فرات بن أحنف.

۱۵۔جابر بن محمد بن ابی بکر.

۱۶۔ایوب بن حسن.

۱۷۔علی بن رافع.

۱۸۔ابو محمد قرشی.

۱۹۔ضحاک بن مزاحم.

۲۰۔طاوس بن کیسان.

۲۱۔حمید بن موسی.

۲۲۔آبان بن تغلب.

۲۳۔سدیر بن حکیم.

۲۴۔قیس بن رمانہ.

۲۵۔ہمام بن غالب (مشہور شاعر،فرزدق).

۲۶۔عبداللہ برقی.

۲۷۔یحییٰ بن ام طویل.

حالات اور ذمہ داریاں

امام زین العابدینؑ کا دور بہت سخت اور دشوار تھا۔ یہاں تک کہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر کسی پر کفر کی تہمت لگائی جاتی تو یہ اس سے بہتر تھا کہ اس پر تشیع کا الزام لگایا جاتا۔''[۱]

نیز فرمایا: ''مکّہ اور مدینہ میں بیس لوگ ایسے نہیں ہیں جو ہم سے محبت کرتے ہوں۔''[۲]

آپ کے دور میں اموی خاندان لوگوں پر پوری طرح سے غالب تھا کہ لوگوں پر ظلم وستم روا رکھنے کے علاوہ ان کے دین کی تحریف پر بھی تُل گئے تھے۔ چنانچہ صحابیِ رسول ، جناب انس بن مالک گریہ کرتے ہوئے کہا کرتے تھے: ''جو باتیں زمانِ رسول میں موجود تھیں، ان میں سے کچھ بھی نہیں ملتا۔ جو چیزیں ہم نے رسول اللہ سے

۱۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۲

۲۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۴

سیکھی ہیں ان میں سے صرف نماز بچی ہے کہ اس میں بھی بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں [۱]"
مشہور مورخ مسعودی کہتا ہے: "علی بن الحسین علیہم السّلام نے خفیہ طور پر تقیہ کے ساتھ اور انتہائی کٹھن دور میں امامت کی ذمہ داری سنبھالی [۲]" امام علیہ السّلام نے دوراندیشی اور اعلیٰ تدابیر اختیار کرتے ہوئے بہترین انداز سے کام کیا اور وحی کے روشن چراغ کو بجھنے سے بچایا۔ آپ علیہ السّلام نے آسمان سے نازل ہونے والے خالص دین کو طوفانِ حوادث کے درمیان سے صحیح سلامت نکال کر اگلی نسلوں کے حوالے کیا اور اہلبیت علیہم السّلام کے نام کو زندہ رکھا۔ مناسب حالات فراہم نہ ہونے کی وجہ سے قیام سے پرہیز، دعا کے قالب میں عظیم ثقافتی کام کا بیڑہ اٹھانا، ہر مناسب موقع پر شعور کو جھنجھوڑنا، عزائے سید الشہداء علیہ السّلام میں زاروقطار رونا حصولِ مقصد میں آپ کے کامیاب اقدامات کا ایک حصہ ہے۔

تہذیبی حملے کا زبردست مقابلہ

دین اسلام کسی بھی دور میں اپنی تہذیب وثقافت پر حملوں سے محفوظ نہیں رہا اور نہ ہے۔ بعض اوقات معصومین علیہم السّلام کے دور میں بھی یہ حملے عروج پر پہنچ جاتے تھے اور ایسے ہی خطروں کا مقابلہ کرتے ہوئے عاشورا جیسا خونی معرکہ درپیش آجاتا تھا۔ امام سجّاد علیہ السّلام بھی ایک ایسے دور میں زندگی گزار رہے تھے کہ جب اخلاقی

۱۔ امام سجاد قہرمان مبارزہ با تہاجم فرہنگی جلد ۱

۲۔ اثبات الوصیہ، مسعودی جلد ۴

اقدار اور خالص اسلامی تہذیب کو طاقِ فراموشی کے سپرد کیا جارہا تھا اور پست اقدار اور اخلاقی کمزوریاں جا بجا پھیلی ہوئی تھیں۔ امام نے ان ناگوار حالات میں بھی دشمن کے لئے میدان کو خالی نہ چھوڑا۔ امام علیہ السّلام نے علیٰ الاعلان قیام سے پرہیز کرتے ہوئے اس بات کی کوشش کی کہ دشمن ان کی جانب متوجہ نہ ہو جائے۔ اس کے بجائے، دھیمے اور خفیہ طریقے سے نیک انسانوں کی تربیت اور ان کو درست نظریات کی تعلیم نیز ان کو آنکھیں کھولنے کا پیغام دیتے ہوئے تہذیب وثقافت پر حملے کا مقابلہ کیا اور اس تہذیبی حملے کے میدان میں کامیاب و کامران رہے۔ اس بارے میں ہم صرف ایک حوالہ پیش کریں گے یعنی صحیفہ کاملہ، جو کہ خدا مخالف اور غیر اسلامی تہذیبوں کے حملوں کے مقابل صدیوں سے ہدایت کی تشنہ اور تکامل کی خواہاں روحوں کے لئے آبِ گوارا کی مانند ہے۔

قیام نہ کرنے کا سبب

عظیم لوگوں کی کامیابی کا ایک راز حالات سے آگاہی اور اپنے زمانے کی پہچان ہے۔ یہ حضرات اپنے ارد گرد ہونے والے حالات وواقعات کا درست جائزہ لینے کے بعد اپنے رویے کا انتخاب کرتے ہیں۔ لہذا نہ ہمیشہ تحریک چلاتے ہیں اور نہ ہمیشہ صلح کی حالت میں رہتے ہیں۔ بلکہ زمانے کی مصلحت اور حالات کے تقاضے ان کے لئے جنگ یا صلح کو معین کرتے ہیں۔

امام سجّاد علیہ السّلام بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ آپ نے درست طور پر

اور قابل ستائش انداز سے مصلحت کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ دین کی استقامت و پائداری کے لئے اب مقابلے کا انداز بدلنا ہوگا۔ درحقیقت معاشرے میں حکم فرما سخت وحشت انگیز اور آمرانہ فضا اور ظالم اموی حکومت کے سخت تسلط کی وجہ سے ہر قسم کی مسلحانہ تحریک کی شکست پہلے ہی سے واضح تھی اور کوئی معمولی سی بھی حرکت حکومتی جاسوسوں سے چھپ نہیں سکتی تھی۔

اسی بنا پر امام علیہ السّلام یہ دیکھ رہے تھے کہ درست اور عاقلانہ طریقہ کار یہی ہے کہ مقابلہ کا انداز بدل دیا جائے اور دعا کے قالب میں ظالم کا مقابلہ کر کے اگلی نسلوں تک اپنا پیغام پہنچایا جائے۔ گویا امام سجّاد علیہ السّلام انہیں دردناک حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا کے قالب میں خدائے متعال سے عرض کرتے ہیں: (خدایا!) کتنے ہی ایسے دشمن تھے جنہوں نے شمشیر عداوت کو مجھ پر بے نیام کیا اور میرے لئے اپنی چھری کی دھار کو باریک اور اپنی تندی و سختی کی باڑ کو تیز کیا اور پانی میں میرے لئے مہلک زہروں کی آمیزش کی اور کمانوں میں تیروں کو جوڑ کر مجھے نشانہ کی زد پر رکھ لیا اور ان کی تعاقب کرنے والی نگاہیں مجھ سے ذرا بھی غافل نہ ہوئیں اور دل میں میری ایذا رسانی کے منصوبے باندھتے اور تلخ جرعوں کی تلخی سے مجھے پیہم تلخ کام، بناتے رہے [۱]۔"

امام سجّاد علیہ السّلام نے آزادی کے ساتھ تحریک چلانے کے لئے حالات کو

۱۔ صحیفہ کاملہ دعائے ۴۹

نامناسب دیکھتے ہوئے بالواسطہ مقابلہ کیا اور حقیقی اسلام کی ترویج اور استحکام کے لئے حکیمانہ سیاست اختیار کی جس کے بعض نکات درج ذیل ہیں:

ا۔عاشوراء کی یاد کو تازہ رکھنا

امام حسین علیہ السّلام اور ان کے اصحاب کی شہادت اموی حکومت کے لئے بہت مہنگی ثابت ہوئی تھی۔ رائے عامہ ان کے خلاف ہوگئی تھ اور اموی حکومت کا جواز خطرے میں پڑ گیا تھا۔ چنانچہ اس اندوہناک واقعے کی یاد کو تازہ رکھنے اور اس کے عظیم اثرات کے حصول کے لئے امام علیہ السّلام شہدائے کربلا پر گریہ کرتے رہے اور ان کی یاد کو زندہ رکھتے ہوئے، گریہ کی صورت میں مقابلہ جاری رکھا۔ اگرچہ یہ بہتے آنسو جذباتی بنیادوں پر استوار تھے لیکن اس کی اجتماعی برکات اور سیاسی آثار بھی بے نظیر تھے۔ یہاں تک کہ عاشورا کے نام کی بقا کا راز امام زین العابدین علیہ السلام کے اسی گریہ وزاری اور عزاداری کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

۲۔وعظ ونصیحت

اگرچہ امام سجّاد علیہ السّلام اپنے دور کے گھٹن آلود ماحول کی وجہ سے اپنے افکار و نظریات کو کھل کر بیان نہ کرسکے، لیکن ان ہی باتوں کو وعظ ونصیحت کی زبان سے ادا کر دیا کرتے تھے۔ ان مواعظ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام علیہ السّلام حکمت کے ساتھ، لوگوں کو موعظہ کرتے ہوئے جو چیز چاہتے ان کو سکھا دیا کرتے تھے۔ اور اس دور میں صحیح اسلامی نظریات کی تعلیم کا بہترین انداز یہی تھا۔

۳۔ درباری علماء کا سامنا اور ان سے مقابلہ

درباری علماء، عوام النّاس کے اذہان اور ان کے افکار کو فاسق و فاجر حکمرانوں کی جانب راغب کرتے تھے تاکہ حکومت کو قبول کرنے کے لئے رائے عامہ کو ہموار کیا جائے اور حکمران اس سے اپنے مفادات حاصل کرسکیں۔ بنابریں، امام سجّاد علیہ السّلام گمراہی اور بربادی کی جڑوں سے مقابلہ کرتے ہوئے بنیادی سطح پر حقیقی اسلامی ثقافت کی ترویج کے لئے کوششیں کرتے تھے اور لوگوں کو ان جڑوں کے بارے میں خبردار کیا کرتے تھے جن سے ان ظالموں کو روحانی غذا ملتی تھی۔

۴۔ انکشافات کے لئے ہر مناسب موقع سے فائدہ اٹھانا

امام سجّاد علیہ السّلام کے دور میں تحریک کے لئے حالات مناسب نہ تھے، لیکن حالات کی سختی آپ کو مناسب مواقع پر حقائق کے انکشاف سے باز نہ رکھ سکے۔ بطورِ مثال اپنی اسیری کے دوران جب دربارِ یزید میں آپ کو کچھ دیر گفتگو کا موقع ملا، تو منبر پر جاکر فرمایا:

”اے لوگو! جو مجھے نہیں پہچانتا میں اس سے اپنا تعارف کرواتا ہوں، میں مکہ و منیٰ کا بیٹا ہوں، میں صفا و مروہ کا فرزند ہوں، میں فرزندِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں کہ جن کا مقام سب پر واضح اور جن کی رسائی آسمانوں تک ہے۔ میں علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہم السّلام کا بیٹا ہوں۔۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس نے تشنہ لب جان دی اور اس کا بدن خاکِ کربلا پر گرا۔

اے لوگو! خدائے متعال نے ہم اہلبیت علیہم السّلام کی خوب آزمائش کی۔ کامیابی، عدالت اور تقویٰ کو ہماری ذات میں قرار دیا۔ ہمیں چھ خصوصیات سے برتری اور دوسرے لوگوں پر سرداری عطا فرمائی۔ حلم وعلم، شجاعت اور سخاوت عنایت کی اور مومنین کے قلوب کو ہماری دوستی اور عظمت کا مقام اور ہمارے گھر کو فرشتوں کی رفت و آمد کا مرکز قرار دیا[1]۔"

قال الامام زین العابدین علیه السلام: اَلا و انّ ابغض الناس الی الله مَن یقتدی بسنّة امام ولا یقتدی باعماله [2]

ترجمہ: "حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کے نزدیک منفورترین شخص وہ ہے جو شیوۂ امام (ع) کا معتقد تو ہو لیکن عملی سیرت کی پیروی نہ کرے۔"

منتخب واقعات

حضرت آدم علیہ السّلام سے امام سجّاد علیہ السّلام تک

مرحوم حضینی اور دوسرے بزرگوں نے نقل کیا ہے:

۱۔ مناقب آل ابیطالبؑ، ابن شہر آشوب جلد ۴

ایک شخص جس کا نام عسکر- غلام امام محمدّ تقی علیہ السّلام تھا اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

ایک دن میں حضرت علیؑ بن موسی الرّضا علیہ السّلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا میں نے عرض کیا کہ: یا ابن رسول اللہ! رسولصلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں فقط امام چہارم، حضرت علیؑ بن الحسین علیہما السّلام ہی کیوں (سیّد العابدین) کے لقب سے مشہور ہوئے؟

امام رضا علیہ السّلام نے جواب میں فرمایا: خداوند عالم نے قرآن میں تاکید فرمائی ہے کہ ہم نے بعض پیامبروں کو بعض پر برتری عطا فرمائی ہے پھر فرمایا: لیکن جو سوال تو نے ہمارے جد امام زین العابدین علیہ السّلام کے بارے میں کیا ہے اس کا جواب یہ ہے، بیشک میرے پدر بزرگوار نے اپنے آباء و اجداد سے نقل کیا ہے کہ: ایک دن امام علیؑ بن الحسین علیہما السّلام نماز میں مشغول تھے، کہ اچانک شیطان ایک ہیبت ناک شکل، سرخ آنکھوں کے اژدہے کی صورت میں زمین کے اندر سے ظاہر ہوا اور آنحضرت کے محراب عبادت کی طرف جانے لگا[1]

لیکن امام سجّاد علیہ السّلام نے اس کی جانب ذرا سی بھی توجہ نہیں کی اور اپنا رابطہ عبودیت بارگاہ معبود سے منقطع نہ ہونے دیا۔

اژدہا اپنا پھن پھیلائے امام علیہ السّلام کے پیر کی انگلیوں کی طرف آیا اور آگ

---

[1] ۔ احادیث میں ہے ملائکہ کتے اور سور کے علاوہ ہر صورت میں ظاہر ہو سکتے ہیں اور جنات ان دو کی شکل میں بھی

جیسا زہر آپ کی جانب پھینکا،لیکن حضرت سکون واطمنان کامل کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف رہے اوراسکی جانب ذرہ برابر بھی توجہ نہ فرمائی.

جس وقت شیطان اس محبوب خدا کو اذیت آزار دینے میں مصروف تھا،اچانک آسمان سے ایک تیر آ کراس ملعون کے پیوست ہوگیا جیسے ہی تیر لگا اس نے چیخ و پکار کی فوراًاپنی اصلی حالت میں آ گیااور امام سجّاد،زین العابدین علیہ السّلام کے پاس کھڑا ہو کر،معصوم کے قول کا اعتراف کرتے ہوئے کہنے لگا:انت زین العابدین انت زین العابدین آپ سجدہ گزاروں کے سردار؛اورعابدوں کی زینت ہیں اور یہ نام بھی فقط آپ ہی کے لئے زیبا ہے.

اسکے بعد کہنے لگا: میں شیطان ہوں اور حضرت آدم سے لیکر آج تک سب کو دھوکا دینے اور بہکانے کی کوشش کر چکا ہوں لیکن آپ کی برابر کسی کو بھی قوی نہ پایا.

شیطان حضرت کے پاس سے چلا گیا لیکن آپ اسی طرح محوعبادت رہے[۱].

نعمت کا اظہار اور توفیق پر شکر

امام زین العابدین علیہ السّلام کے اصحاب اور راویان حدیث میں سے ایک شخص جس کا نام زہری ہے کہتا ہے:

ایک دن امام کے ساتھ عبدالملک مروان کے پاس گیا؛عبدالملک،نے حضرت سجّاد علیہ السّلام کا شایان شان استقبال کیا اور جب اسکی نظریں،امام زین العابدین علیہ

۱۔ہدایۃ الکبری حضینی: ، ۲۱۴س ،۱۱بحار الانوار:ج ،۴۶ص ،۵۸ح ،۱۱بہ نقل از مناقب ابن شہر آشوب

السّلام کے چہرہ و پیشانی مبارک پر سجدوں اور اشکوں کے نشان پر پڑیں تو کہنے لگا:

اے ابومحمّدؑ! کیوں اپنے آپ کو عبادت میں اتنی زحمت میں ڈالتے ہو، حالانکہ خدا نے تمام خوبیاں اور نیکیاں آپکے وجود میں عطا فرمادی ہیں رسول خدا سے بھی جو قربت ونسبت آپکو حاصل ہے کسی دوسرے کو نہیں ہے، جو علم وکمالات اور فضائل آپکے پاس موجود ہیں وہ کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں!

امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: جو کچھ بھی تو نے خداوند عالم کی جانب سے ہمارے لئے نعمت فضل اور توفیق کے بارے میں کہا ہے، ان سب چیزوں کے لئے ہمیں خداوند عالم کا شکر ادا کرنا چاہیئے.

اور پھر فرمایا: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالانکہ تمام گذشتہ وآیندہ خطائیں بخشی ہوئی تھیں {یعنی معصوم تھے} لیکن اتنی نمازیں پڑھتے تھے کہ ان کے پیروں پر ورم آجاتا تھا، اتنے روزے رکھتے تھے کہ گلا خشک ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے: کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں

پھر حضرت نے اپنے کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا: تعریف اس خداوند عالم کی جس نے ہمیں تمام مخلوقات پر برتری بخشی اور ہمیں اچھا بدلہ عطا فرمایا، اور دنیا وآخرت میں تمام تعریفیں فقط اسکی ذات مبارک سے مخصوص ہیں.

خدا کی قسم! اگر میرے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے بھی ہو جائیں اور خدا کی عبادت کی وجہ سے میرا سانس بھی ختم ہو جائے، خدا کی نعمتوں کا ایک فیصد بھی شکر ادا نہ ہو سکے گا.

کیسے ممکن ہے اس کی نعمتوں کو شمار کیا جائے؟! اور کس طرح اس کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کا شکر ادا کیا جائے؟! خدا مجھے کبھی اپنی نعمتوں کے شکر سے غافل نہ دیکھے.اور اگر اہل خانہ اور دوسرے عزیز و اقارب کا میرے اوپر کوئی حق نہ ہوتا،،خدا کی عبادت و بندگی و مناجات کے علاوہ کوئی کام انجام نہ دیتا اور سوائے تسبیح خدا کے زبان نہ کھولتا یہاں تک کہ میری سانسیں ٹوٹ جاتیں.

زہری کہتے ہیں: پھر امام رونے لگے اور عبد الملک بھی رونے لگا اور بولا: کتنا فرق ہے اس شخص میں جس نے آخرت کے لئے تلاش اور کوشش کی اور اس شخص میں جسے دنیا کی طلب میں کوئی خوف وشرم نہیں ہے اسے احساس ہی نہیں ہے کہ کہاں سے آرہا ہے؟ اور وہ کیا ہے؟ اور کیسا ہے؟،پس ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا.[۱]

رہبری کا دعوی اور پتھر کی گواہی

امام محمّد باقر علیہ السّلام بیان فرماتے ہیں:

امام حسین علیہ السّلام کے شہید ہونے کے کچھ روز بعد، ایک دن محمّد بن حنفیّہ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے عرض کیا: اے بھتیجے! آپ جانتے ہیں کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت کی وصیتیں اور امانتیں میرے والد امیر المومنین علیہ السّلام کے سپرد کیں انھوں نے الٰہی امانتوں کو میرے بھائی امام

۱۔بحار الانوار: ج ۴۶،ص ۵۲، ح۱۰

حسن مجتبیٰ علیہ السّلام کو عطا کیاان کے بعد وہ امانات الٰہی امام حسین علیہ السّلام کو دی گئیں اور وہ کربلا کے میداں میں شہید ہو گئے

اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کے والد بزرگوار نے امامت کے بارے میں کوئی وصیت نہیں فرمائی ، اور کیونکہ آپ ابھی جوان ہیں اور میں تمہارا بزرگ اور چچا ہوں اور تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں میرا تجربہ بھی زیادہ ہے .

اس لئے امر امامت میں مجھ سے نزاع نہ کیجئے کیونکہ وہ میرا حق ہے.

امام سجّاد علیہ السّلام نے محمد حنفیہ کے جواب میں فرمایا: اے چچا! تقوائ الٰہی کا خیال رکھئے اور خدا سے ڈریئے اور جس چیز میں آپکا حق نہیں اس میں دعویداری مت کیجئے، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں بے عقلوں اور نادانوں کی صف میں کھڑے نہ ہوئیے.

بیشک میرے والد بزگوار امام حسین علیہ السّلام نے عراق جانے سے پہلے مجھ سے عہد کیا تھا، اور الٰہی امانتوں کو میرے سپرد فرمایا تھا اور یہ وہ امانتیں ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصی کے سپرد فرمائی تھیں.

اس چیز کے دعویدار مت بنئے جس کے آپ مستحق نہیں ہیں، یہ آپ کے لئے بہت خطرناک ہے موت جلد ہی آپکے دامن گیر ہونے والی ہے جان لو کہ خداوند متعال نے وصایت و امامت اور اپنی امانات کو فقط ذرّیہ امام حسین علیہ السّلام میں قرار دیا ہے.

اگر آپ چاہیں تو حجر اسود کے پاس چل کر اس سے گواہی طلب کرتے ہیں.

امام باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں: جب محمدّ حنفیّہ، امام علیہ السّلام کے ساتھ حجر اسود کی طرف آئے تو امام زین العابدین علیہ السّلام نے محمدّ حنفیّہ سے فرمایا: آپ خدا سے طلب کریں کہ یہ سنگ آپ کے لئے گویا ہو اور شہادت دے.

محمدّ حنفیّہ نے جتنی بھی دعائیں کیں لیکن کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا، ان کے بعد امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا اب میں دعا کرتا ہوں کیونکہ اگر حق آپکے ساتھ ہوتا تو اس پتھر سے جواب آتا .

محمدّ حنفیّہ نے کہا: اب آپ دعا کیجئے.

پھر امام سجّاد علیہ السّلام نے کوئی دعا کی اور اس پتھر سے فرمایا: تجھے قسم دیتا ہوں اس کی جس نے تمام انبیاء اور اولیاء کے میثاق اور عہد کو تیرے اندر قرار دیا، گواہی دے کہ امامت و وصایت میرے پدر بزرگوار کے بعد ہم دونوں میں سے کس کا حق ہے.

اچانک پتھر ہلنے لگا، ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اپنی جگہ سے ہٹ جائیگا؛ اس کے بعد فصیح عربی میں گویا ہوا: خداوندا! میں شہادت دیتا ہوں کہ حق وصایت و امامت امام حسین علیہ السّلام کے بعد ان کے فرزند امام علی ابن الحسین علیہ السّلام کا حق ہے.

محمدّ بن حنفیّہ نے جب یہ معجزہ دیکھا، حق کو قبول کیا امام سجّاد علیہ السّلام کی امامت و

وصایت کی گواہی دی اور تمام مسائل میں ان کی اطاعت اور پیروی کی[1]۔

کنکری پر مہر فرمانا

اصول کافی میں ہے کہ ایک عورت جس کی عمر ۱۱۳ سال کی ہو چکی تھی ایک دن امام زین العابدین علیہ السّلام کے پاس آئی اس کے پاس وہ کنکری تھی جس پر حضرت علی علیہ السّلام، امام حسن علیہ السّلام، امام حسین علیہ السّلام کی مہر امامت لگی ہوئی تھی اس کے آتے ہی آپ نے فرمایا کہ وہ کنکری لا جس پر میرے آباؤ اجداد کی مہریں لگی ہوئی ہیں اس پر میں بھی مہر کر دوں چنانچہ اس نے کنکری دے دی آپ نے اسے مہر کر کے واپس کر دیا، اور اس کی جوانی بھی پلٹا دی، وہ خوش وخرم واپس چلی گئی[2]۔

غروب خورشید کے بعد ہدایت کرنے والے

کنگر ابو خالد کابلی جو امام کے اصحاب میں سے تھے بیان کرتے ہیں:

ایک دن امام سجّاد زین العابدین علیہ السّلام کی بارگاہ میں شرفیاب ہوا اور ان سے دریافت کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کون لوگ واجب الاطاعہ ہیں؟

حضرت نے فرمایا: اے کنگر! وہ اشخاص، لوگوں اور دینی امور میں اولی الامر ہیں جنہیں خداوند عالم نے امام وخلیفہ بنایا ہو. ان میں سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ

۱۔ کافی: ج ۱ ص ۳۴۸، ح ۵، احتجاج طبرسی: ج ۲ ص ۱۴۷، ح ۱۸۵

۲۔ دمعہ ساکبہ جلد ۲ ص ۴۳۶

وآلہ وسلم کے بعد جناب امیر المؤمنین حضرت علیؑ بن ابی طالب علیہم السّلام پھر حضرت امام حسن علیہم السّلام، ان کے بعد حضرت امام حسین علیہم السّلام ہیں؛ اور ان کے امت مسلمہ کی ولایت ورہبری میرے ذمہ ہے.

کنگر کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا ایک روایت حضرت امیر علیؑ بن ابی طالب علیہ السّلام سے نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوسکتی آپ کے بعد حجت خدا کون ہے؟

حضرت نے فرمایا: میرے بیٹے جن کا نام توریت میں باقر ہے وہ تمام علوم وفنون کو شکافتہ کرنے والے ہیں، ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر خدا کی حجّت ہیں ان کا نام آسمانوں میں صادق ہے.

میں نے عرض کیا : یاابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ تو سب کے سب صادق وامین ہیں تو بس انھیں صادق کیوں کہا جائیگا.

حضرت نے فرمایا: بیشک میرے والد امام حسین علیہ السّلام نے اپنے والد امیر المومنین علیہما السّلام سے نقل کیا، کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے : جب میرا بیٹا جعفر بن محمدؑ دنیا میں آئے تو انکا لقب صادق رکھنا.

کیونکہ ان کے ایک پانچویں فرزند کا نام بھی جعفر ہے جو جسارت کے ساتھ امامت کا دعویدار ہوگا اسے خداوند عالم کی بارگاہ میں جعفر کذّاب ومفتری علی اللّٰہ کے نام سے یاد کیا جائیگا، کیونکہ وہ امام وقت سے حسد کی وجہ سے اس چیز کا دعوی کریگا جس کی وہ

اہلیت نہیں رکھتا.

اس کے بعد امام سجّاد علیہ السّلام بہت روئے اور فرمایا: میں اچھی طرح دیکھ رہا ہوں کہ جعفر کذّاب، اپنے زمانے طاغوت کے ساتھ ہم پیمان ہوگیا ہے اور طمع و حسادت کی وجہ سے- بارہویں- حجت خدا کا منکر ہوگیا ہے۔

میں نے عرض کیا : اے آقا! یہ جو کہتے ہیں بارہویں امام غیبت فرمائینگے کیا یہ حقیقت ہے؟ اور کیا یہ ممکن ہے؟

حضرت نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم یہ بات ہمارے پاس موجود کتاب میں مرقوم ہے اور وہ تمام واقعات اور حالات جو امام آخر کی غیبت کے زمانے میں رونما ہونگے سب اس کتاب میں موجود ہیں. [۱]

فقراء مدینہ کی کفالت

علامہ ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام فقراء مدینہ کے سو گھروں کی کفالت فرماتے تھے اور سارا سامان ان کے گھر پہنچایا کرتے تھے، جنہیں آپ کبھی معلوم نہ ہونے دیتے تھے کہ یہ سامان خورد و نوش رات کو کون دے جاتا ہے آپ کا اصول یہ تھا کہ بوریاں پشت پر لاد کر گھروں میں روٹی اور آٹا وغیرہ پہنچاتے تھے اور یہ سلسلہ تا حیات جاری رہا، بعض معززین کا کہنا ہے کہ ہم نے اہل مدینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ امام زین العابدین کی زندگی تک ہم خفیہ غذائی رسد

۱۔ اکمال الدّین شیخ صدوق: ص۳۱۹ ح ۱۲، احتجاج مرحوم طبرسی: ج ۲، ص ۱۵۲ ح ۱۸۸

سے محروم نہیں ہوئے۔ [۱]

حسن بصری کی شرمندگی

حسن بصری-کہ جوصوفی مسلک درویش تھا-حج کے عظیم موقع پر کچھ حاجیوں کو وعظ ونصیحت کرنے میں مشغول تھا.

امام علیؑ بن الحسین علیہما السّلام وہاں سے گزرے تو آپ نے دیکھا کہ حسن بصری لوگوں کونصیحت کرنے میں مشغول ہے.

حضرت ٹھہر گئے اور اس سے ارشاد فرمایا: اے حسن بصری! کچھ دیر خاموش رہو تم سے کچھ سوال کرنا ہے اگر اس حالت اور کیفیت میں جو تیرے اور خدا کے درمیان ہے، اگر تجھے موت آ جائے تو کیا تو راضی ہے؟ اور کیا تو خدا کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے آمادہ ہے

حسن بصری نے کہا: نہیں ابھی آمادہ نہیں ہوں

حضرت نے فرمایا: کیا نہیں چاہتا کہ تو اپنی افکار اور نظریات کا دوبارہ جائزہ لے اور اپنے اندر تبدیلی لائے؟

حسن بصری کچھ دیر سر جھکائے بیٹھا رہا اور پھر بولا: جو کچھ بھی اس بارے میں کہونگا اس میں حقیقت نہیں ہوگی.

امام سجّادعلیہ السّلام نے فرمایا: کیا تو سوچ رہا ہے کہ کوئی دوسرا پیغمبر آئیگا؟ اور تو

۱۔ مطالب السؤل ص ۲۶۵، نورالابصار ص ۱۲۶

اس کے نزدیکیوں میں سے ہو جائیگا؟

اس نے جواب دیا: نہیں میں ایسا نہیں سوچ رہا

حضرت نے فرمایا: کیا تو اس دنیا کے علاوہ کسی اور دنیا کا منتظر ہے کہ جس میں شائستہ کام انجام دیگا اور نجات پا جائیگا ؟

وہ بولا : نہیں میری ایسی کوئی تمنا نہیں ہے.

امام علیہ السّلام نے فرمایا: کیا تم نے ایسا کوئی عقلمند دیکھا ہے جو اپنی ترقی تو چاہتا ہو اور اس سے راضی ہو لیکن ترقی کے راستوں پر قدم نہ رکھے؛ اپنے آپ کو تبدیل نہ کرے اور دوسروں کو وعظ و نصیحت کرے؟!

امام علیہ السّلام اتنا فرما کر آگے بڑھ گئے.

حسن بصری نے پوچھا: یہ شخص کون تھا جس نے اس مجمع میں اتنی حکمت آمیز گفتگو میرے ساتھ کی؟

اس کے جواب میں کہا گیا: وہ علیؑ بن الحسین امام زین العابدین علیہما السّلام تھے

اس کے بعد کسی نے حسن بصری کو وعظ و نصیحت کرتے نہ دیکھا[۱]

بنیاد کعبہ معظمہ اور نصب حجر اسود

۷۱ ھ میں عبدالملک بن مروان نے عراق پر لشکرکشی کر کے مصعب بن زبیر کو قتل کیا پھر ۷۲ ھ میں حجاج بن یوسف کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ عبداللہ بن زبیر کو قتل

۱۔ احتجاج طبرسی: ج ۲، ص ۱۴۰، ح ۱۷۹

کرنے کے لیے مکہ معظمہ روانہ کیا۔ [۱]

وہاں پہنچ کر حجاج نے ابن زبیر سے جنگ کی ابن زبیر نے زبردست مقابلہ کیا اور بہت سی لڑائیاں ہوئیں، آخر میں ابن زبیر محصور ہوگیا اور حجاج نے ابن زبیر کو کعبہ سے نکالنے کے لیے کعبہ پر سنگ باری شروع کر دی، یہی نہیں بلکہ اسے کھدوا ڈالا، ابن زبیر جمادی الثانی ۷۳ھ میں قتل ہوا (تاریخ ابن الوردی)۔ اور حجاج جو خانہ کعبہ کی بنیاد تک خراب کر چکا تھا اس کی تعمیر کی طرف متوجہ ہوا۔

علامہ صدوق کتاب علل الشرائع میں لکھتے ہیں کہ حجاج کے ہدم کعبہ کے موقع پر لوگ اس کی مٹی تک اٹھا کر لے گئے اور کعبہ کو اس طرح لوٹ لیا کہ اس کی کوئی پرانی چیز باقی نہ رہی، پھر حجاج کو خیال پیدا ہوا کہ اس کی تعمیر کرانی چاہیئے چنانچہ اس نے تعمیر کا پروگرام مرتب کرلیا اور کام شروع کرادیا، کام کی ابھی بالکل ابتدائی منزل تھی کہ ایک اژدھا برآمد ہو کر ایسی جگہ بیٹھ گیا جس کے ہٹے بغیر کام آگے نہیں بڑھ سکتا تھا

لوگوں نے اس واقعہ کی اطلاع حجاج کو دی، حجاج گھبرا اٹھا اور لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے جب لوگ اس کا حل نکالنے سے قاصر رہے تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ آج کل فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام یہاں آئے ہوئے ہیں، بہتر ہوگا کہ ان سے دریافت کیا جائے یہ مسئلہ ان کے علاوہ کوئی حل نہیں کرسکتا، چنانچہ حجّاج نے آپ کو تشریف

۱۔ ابوالفداء۔

لانے کی زحمت دی، آپ نے فرمایا کہ اے حجاج تو نے خانہ کعبہ کو اپنی میراث سمجھ لیا ہے تو نے تو بنائے جناب ابراہیم علیہ السّلام کو اکھڑوا کر راستہ میں ڈلوا دیا ہے"سن" تجھے خدا اس وقت تک کعبہ کی تعمیر میں کامیاب نہ ہونے دیے گا جب تک تو کعبہ کا لٹا ہوا سامان واپس نہ منگائے گا، یہ سن کر اس نے اعلان کیا کہ کعبہ سے متعلق جو شے بھی کسی کے پاس ہو وہ جلد سے جلد واپس کرے، چنانچہ لوگوں نے پتھر مٹی وغیرہ جمع کر دی جب آپ اس کی بنیاد استوار کی اور حجاج سے فرمایا کہ اس کے اوپر تعمیر کراؤ "فلذالك صار البیت مرتفعا" پھر اسی بنیاد پر خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی۔

کتاب الخرائج والجرائح میں علامہ قطب راوندی لکھتے ہیں کہ جب تعمیر کعبہ اس مقام تک پہنچی جس جگہ حجر اسود نصب کرنا تھا تو یہ دشواری پیش ہوئی کہ جب کوئی عالم، زاہد، قاضی اسے نصب کرتا تھا تو "یتزلزل ویضطرب ولایستقر" حجر اسود متزلزل اور مضطرب رہتا اور اپنے مقام پر ٹھہرتا نہ تھا یہاں تک کہ امام زین العابدین علیہ السّلام بلائے گئے اور آپ نے بسم اللہ کہہ کر اسے نصب کر دیا، یہ دیکھ کر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا[۱]۔

علماء و مورخین کا بیان ہے کہ حجاج بن یوسف نے یزید بن معاویہ ہی کی طرح خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر وغیرہ پھنکوائے تھے۔

عبدالملک بن مروان کا حج

۱۔ دمعہ ساکبہ جلد ۲ ص ۴۳۷

بادشاہ دنیا عبدالملک بن مروان اپنے عہد حکومت میں اپنے پایہ تخت سے حج کے لیے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا اور بادشاہ دین حضرت امام زین العابدین بھی مدینہ سے روانہ ہو کر پہنچ گئے مناسک حج کے سلسلہ میں دونوں کا ساتھ ہو گیا، حضرت امام زین العابدین آگے آگے چل رہے تھے اور بادشاہ پیچھے چل رہا تھا عبدالملک بن مروان کو یہ بات ناگوار ہوئی اور اس نے آپ سے کہا کیا میں نے آپ کے باپ کو قتل کیا ہے جو آپ میری طرف متوجہ نہیں ہوتے، آپ نے فرمایا کہ جس نے میرے باپ کو قتل کیا ہے اس نے اپنی دنیاو آخرت خراب کر لی ہے کیا تو بھی یہی حوصلہ رکھتا ہے اس نے کہا نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ آپ میرے پاس آئیں تا کہ میں آپ سے کچھ مالی سلوک کروں؛

آپ نے ارشاد فرمایا مجھے تیرے مال دنیا کی ضرورت نہیں ہے مجھے دینے والا خدا ہے یہ کہہ کر آپ نے اسی جگہ زمین پر ردائے مبارک ڈال دی اور کعبہ کی طرف اشارہ کر کے کہا، میرے مالک اسے بھر دے، امام کی زبان سے الفاظ کا نکلنا تھا کہ ردائے مبارک موتیوں سے بھر گئی، آپ نے اسے راہ خدا میں دیدیا[1]

اخلاق کی دنیا میں

امام زین العابدین علیہ السلام چونکہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس لئے آپ میں سیرت محمدیہ کا ہونا لازمی تھا علامہ محمد ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے

---

[1] دمعہ ساکبہ، جنات الخلود ص ۲۳

آپ کو برا بھلا کہا، آپ نے فرمایا بھائی میں نے تو تیرا کچھ نہیں بگاڑا، اگر کوئی حاجت رکھتا ہے تو بتا تاکہ میں پوری کروں، وہ شرمندہ ہو کر آپ کے اخلاق کا کلمہ پڑھنے لگا [۱]۔

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں، ایک شخص نے آپ کی برائی آپ کے منہ پر کی آپ نے اس سے بے توجہی برتی، اس نے مخاطب کر کے کہا، میں تم کو کہہ رہا ہوں، آپ نے فرمایا، میں حکم خدا "واعرض عن الجاہلین" جاہلوں کی بات کی پرواہ نہ کرو پر عمل کر رہا ہوں [۲]۔ علامہ شبلنجی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے آ کر کہا کہ فلاں شخص آپ کی برائی کر رہا تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کے پاس لے چلو، جب وہاں پہنچے تو اس سے فرمایا بھائی جو بات تو نے میرے لیے کہی ہے، اگر میں نے ایسا کیا ہو تو خدا مجھے بخشے اور اگر نہیں کیا تو خدا تجھے بخشے کہ تو نے بہتان لگایا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ مسجد سے نکل کر چلے تو ایک شخص آپ کو سخت الفاظ میں گالیاں دینے لگا آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی حاجت رکھتا ہے تو میں پوری کروں، اچھا، یہ پانچ ہزار درہم لے، وہ شرمندہ ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آپ پر بہتان باندھا، آپ نے فرمایا میرے اور جہنم کے درمیان ایک گھاٹی ہے، اگر میں نے اسے طے کر لیا تو پرواہ نہیں جو جی چاہے کہو اور اگر اسے پار نہ کر سکا تو میں اس سے زیادہ برائی کا مستحق ہوں جو تم نے کی ہے [۳]۔

۱۔ مطالب السؤل ص ۲۶۷

۲۔ مطالب السؤل ص ۲۶۷

۳۔ نور الابصار ص ۱۲۷۔ ۱۲۶

علامہ دمیری لکھتے ہیں کہ ایک شامی حضرت علی کو گالیاں دے رہا تھا، امام زین العابدین نے فرمایا بھائی تم مسافر معلوم ہوتے ہو، اچھا میرے ساتھ چلو، میرے یہاں قیام کرو، اور جو حاجت رکھتے ہو بتاؤ تا کہ میں پوری کروں وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا [۱] ۔علامہ طبری لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے بیان کیا کہ فلاں شخص آپ کو گمراہ اور بدعتی کہتا ہے، آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ تم نے اس کی ہمنشینی اور دوستی کا کوئی خیال نہ کیا، اور اسکی برائی مجھ سے بیان کر دی، دیکھو یہ غیبت ہے، اب ایسا کبھی نہ کرنا [۲] ۔جب کوئی سائل آپ کے پاس آتا تھا تو خوشحال و مسرور ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے خدا تیرا بھلا کرے کہ تو میرا زاد راہ آخرت اٹھانے کے لیے آ گیا ہے [۳] ۔امام زین العابدین علیہ السّلام صحیفہ کاملہ میں ارشاد فرماتے ہیں خداوندا میرا کوئی درجہ نہ بڑھا مگر یہ کہ اتنا ہی خود میرے نزدیک مجھ کو گھٹا دے اور میرے لیے کوئی ظاہری عزت نہ پیدا کر مگر یہ کہ خود میرے نزدیک اتنی ہی باطنی لذت پیدا کر دے۔

بلند خصائل وصفات

حضرت باقر العلوم علیہ السّلام نے اپنے پدر گرامی حضرت سجّاد، زین العابدین علیہ السّلام کے صفات وخصائل بیان کرتے ہوئے جن خصلتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے قابل توجہ ہیں:

۱۔حیواۃ الحیوان جلد ا ص ۱۲۱

۲۔احتجاج ص ۳۰۴

۳۔مطالب السؤل ص ۲۶۳

امیر المؤمنین حضرت علیؑ علیہ السّلام کی طرح ہر شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے، کھجور کے پانچ سو درخت تھے جن میں ہر ایک کے پاس دو رکعت نماز انجام دیا کرتے تھے، جب نماز کے لئے آمادہ ہوتے تھے خشوع اور تواضع کے ساتھ، اور نماز کے لئے قیام کرتے وقت پورے بدن پر اس طرح لرزہ طاری ہوتا تھا جیسے کسی عظیم وجلیل بادشاہ کا حقیر و ناچیز غلام لرزتا ہے؛ اور آپکا پورا بدن خوف وخشیت الٰہی سے تھرانے لگتا تھا.

آپ کی نماز ایسی ہوتی تھی جیسے کوئی بندہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آخری اور وداعی نماز پڑھ رہا ہو.

نماز کے وقت کسی جانب یا کسی شخص کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے؛ اور خداوند عالم کی طرف پوری توجہ اس طرح ہوتی تھی کہ کبھی عبا شانوں سے ہٹ جاتی تھی اور آپ توجہ نہیں فرماتے تھے جب آپ سے عرض کیا جاتا آقا آپ اس کی طرف کیوں نہیں متوجہ ہوتے تو آپ فرماتے تھے کیا نہیں جانتے ہو کہ کس کے سامنے کھڑے ہیں اس کے سامنے کس کی مجال جو اپنا ذہن اس کی طرف سے ہٹا سکے؟!

لوگ کہتے تھے: ہم پر خاک ہو ہم اپنی نمازوں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے؛ حضرت فرماتے تھے: نافلہ پڑھا کرو اس لئے کہ نافلہ سے فریضہ کے نقص کا جبران ہوتا ہے

حضرت، تاریک راتوں میں کھجور، آٹا، دینار وغیرہ کے تھیلے اپنی پشت پر رکھ کر فقراء اور نیازمندوں میں تقسیم کرنے کے لئے لے جاتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ کہ آپ

نقاب لگا کر جاتے تھے کہ مبادا کوئی پہچان لے.

جب حضرت کی شہادت ہوئی تو اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا وہ محسن، ہمدرد چوتھے امام حضرت سجّاد امام زین العابدین علیہ السّلام تھے.

ایک دن ایک شخص امام سجّاد علیہ السّلام کے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں، تو آپ نے فرمایا: خدایا میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں اس حال سے کہ لوگ مجھ سے محبت کریں اور میں تیرے غیظ وغضب کا مستحق قرار پاؤں.

میرے پدر بزگوار کی ایک کنیز سے ان کی زندگی کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے کہا حضرت گھر میں جو کچھ ان سے متعلق ہوتا تھا خود انجام دیتے تھے اور دوسروں کے امور میں بھی ان کی مدد کرتے تھے۔

ایک دن میرے پدر ایک محلہ سے گزر رہے تھے تو آپ نے دیکھا کچھ لوگ ان کے بارے میں بدگوئی کر رہے ہیں آپ رک گئے اور فرمایا: تم نے جو کچھ بھی میرے بارے میں کہا اگر اس میں صداقت ہے اور میں ان صفات کا حامل ہوں تو خداوند عالم مجھے معاف فرمائے اور اگر تم لوگ جھوٹ کہتے ہو تو خدا تمہاری بخشش فرمائے.

جب بھی کوئی طالب علم آپ کی خدمت میں وارد ہوتا تو آپ فرماتے تھے: مرحبا اس شخص کے لئے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کر رہا ہے، اور فرماتے تھے جو بھی تحصیل علم کے لئے گھر سے باہر نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر زمین تسبیح کرتی ہے.

میرے والد بزگوار، امام سجّاد علیہ السّلام نے سو غریب و نادار گھروں کی سرپرستی اور

کفالت اپنے ذمہ لے رکھی تھی جن کی ہر طرح کی احتیاج کو برطرف فرماتے تھے.

وہ کوشش فرماتے تھے کہ ہمیشہ ان کے دسترخوان پر غریب اور نادار افراد بیٹھیں؛اور جومعلول وفالج زدہ ومعذور ہوتے تھے تو حضرت خود اپنے دست مبارک سے انھیں لقمہ بنا کر کھلاتے تھے اور اگر ان کے گھر میں کوئی ان کی نگھداری کرنے والی ہوتی تھی تو اس کے لئے بھی غذا بھجواتے تھے.[۱]

دشمن کی ہلاکت

محدّثین اور مورخین نے لکھا ہے کہ:

کربلا کے المناک واقعہ،اور بنی امیہ کے تختہ حکومت پلٹنے اور مختار ثقفی کے قیام کے بعد.

ابراہیم ابن مالک اشتر جو مختار ثقفی کے سرداروں میں سے تھے، انھوں نے عبید اللہ بن زیاد ملعون کو نہر خارز کے کنارے ہلاک کیا اور پھر اسکا سر کچھ دوسرے قاتلین امام حسین علیہ السّلام کے سروں کے ساتھ حضرت مختار علیہ السّلام کے پاس بھیجا،تو مختار علیہ السّلام نے فورا وقت تلف کئے بغیر حکم دیا عبید اللہ ملعون کا سر امام سجّاد،حضرت زین العابدین علیہ السّلام اور ان کے چچا محمّد حنفیہ کے پاس لے جایا جائے.

جب وہ سر امام سجّاد علیہ السّلا م کے پاس لایا گیا،تو آپ دسترخوان پر بیٹھے کھانا

۱۔خصال مرحوم شیخ صدوق: ج ۲ ص ۵۱۷ ح ۴

تناول فرما رہے تھے.

جیسے ہی حضرت کی نگاہیں اس سر پر پڑیں تو آپ نے فرمایا: جب ہمیں عبید اللہ ابن زیاد کی مجلس میں لیجایا گیا، وہ ملعون کھانے میں مشغول تھا اور میرے والد حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السّلام کے سر اطہر کو اپنے سامنے رکھے ہوئے تھا.

میں نے اسی وقت خدا کی بارگاہ سے طلب کیا خدایا اس دنیا سے جانے سے پہلے اس ملعون کا کٹا ہوا سر دیکھوں.

میں اس خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے میری دعا کو مستجاب فرمایا

اس کے بعد امام علیہ السّلام نے اس ملعون کے سر کو دور پھینک دیا اور اپنا سر مبارک سجدہ میں رکھ کر فرمایا:

حمد وثنا اور شکر کرتا ہوں اس خداوند عالم کا کہ جس نے میری دعا قبول فرمائی اور اسی دنیا میں میرے باپ کے خون ناحق کا بدلہ دشمن سے لیا .

اور پھر آخرمین فرمایا: خدا مختار کو اچھا بدلہ دے. [1]

تنہا حامی اور فرشتہ الٰہی

سعید بن مسیّب- جو کہ امام سجّاد، حضرت زین العابدین علیہ السّلام کے صحابی تھے- بیان کرتے ہیں:

جب دشمن نے مدینہ منوّرہ پر حملہ کیا اور لوگوں کے مال و دولت کو غارت کیا اور

۱۔اعیان الشّیعۃ: ج ۱ ص ۶۳۶

مسجد النبی تین شب و روز دشمن کے محاصرہ میں تھی.

ہم اس مدت میں امام سجّاد علیہ السّلام کے ساتھ حضرت رسول اللہ ﷺ کی قبر مطہر پر آ کر زیارت کرتے تھے لیکن دشمن کو ہمارا پتہ نہ چلتا تھا اور نہ ہی دشمن ہمیں دیکھ پاتا تھا

اور جب قبر مطہر کے پاس جاتے تھے تو امام حضرت سجّاد علیہ السّلام قبر اطہر سے باتیں کرتے تھے لیکن ہمیں سنائی نہیں دیتی تھیں.

انھیں ایام میں جب ہم ایک روز زیارت میں مشغول تھے اور حضرت قبر سے باتیں فرمارہے تھے تو اچانک ایک گھوڑ اسوار ظاہر ہوا جس نے سبز لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک اسلحہ تھا اور موجود دشمن چاہتے تھے کہ قبر مطہر کی بے حرمتی کریں، وہ گھوڑ اسوار ہر اس دشمن کی طرف جو بے حرمتی کا قصد کرتا تھا اپنے اسلحہ کا رخ کرتا تھا وہ دشمن وہیں ہلاک ہو جاتا تھا.

اور جب قتل و غارت گری کا زمانہ ختم ہوا اور دشمن مدینہ منورہ سے باہر چلے گئے، امام سجّاد حضرت زین العابدین علیہ السّلام نے بنی ہاشم کی تمام عورتوں کے زیورات اور قیمتی اشیاء جمع کیں اور اس سبز پوش محافظ کو دینا چاہیں تو اس نے امام زین العابدین علیہ السّلام سے عرض کیا:

یا ابن رسول اللہ ﷺ ! میں خدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اور جب میں نے دیکھا دشمن مدینہ منورہ کی بے حرمتی کا قصد کر رہے ہیں تو میں نے بارگاہ

خداوندی میں التماس کی کہ مجھے اس مقدس شہر سے دفاع اور آپ کی حفاظت کے لئے بھیجا جائے تو خدا نے مجھے اجازت دیدی [۱]

زہد وقناعت

مرحوم قطب الدّین راوندی نے اپنی کتاب میں امام پنجم، حضرت باقر العلوم علیہ السّلامسے نقل کیا ہے:

ایک دن عبدالملک بن مروان کعبہ الٰہی کے طواف میں مشغول تھااور امام سجّاد حضرت زین العابدین علیہ السّلام بھی بغیر عبدالملک کی طرف توجہ دئے طواف میں مشغول تھے اور اپنی پوری توجہ صاحب بیت کی طرف لگائے ہوئے تھے.

عبدالملک نے جب حضرت کو دیکھا تو اپنے ہمراہیوں سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے کہ جو ہماری طرف سے اظہار بے نیازی کر رہا ہے تو اس سے کہا گیا یہ علیؑ بن الحسین، زین العابدین ہیں.

عبدالملک جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا اور حکم دیا کہ انہیں میرے پاس لایا جائے جب حضرت کو اس کے پاس لائے تو عبدالملک نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے والد بزگوار- امام حسین علیہ السّلام- کا قاتل نہیں ہوں پھر آپ میری طرف سے کیوں بے اعتنائی فرماتے ہیں؟

۱۔ بحارالانوار: ج ۴۵ ص ۱۳۱، ح ۲۱ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳، ص ۲۸۴

حضرت نے فرمایا: میرے باپ کے قاتل کی دنیا اس کے ناشایست فعل کی وجہ سے تباہ تھی ہی اور آخرت بھی تباہ ہوگئی اور اگر تو بھی چاہتا ہے کہ تیری دنیا و آخرت بھی تباہ ہو جائے تو میرے ساتھ جو سلوک چاہے انجام دے

عبدالملک نے عرض کیا میرا ایسا کوئی قصد نہیں ہے؛ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اگر کبھی فرصت ہو تو میرے پاس تشریف لائیں تا کہ ہماری دنیا سے بھی کچھ استفادہ کرسکیں

اس کے اس کلام پر امام سجاد علیہ السلام زمیں پر بیٹھ گئے اور اپنی عبا کے دامن کو کھول کے خداوند عالم کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوئے اور عرض کیا: خدایا اپنے دوستوں اور مخلص بندوں کی عظمت ومنزلت اسے دکھادے.

اچانک عبا کا دامن نایاب اور گرانقدر جواہرات سے بھر گیا جس سے عبدالملک اور اسکے اطرافیوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں.

پھر امام نے عبدالملک کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے عبدالملک ! جو خدا کے نزدیک اتنی عظمت ومنزلت کا حامل ہو اسے تمہاری دنیا کی کیا احتیاج ؟ پھر خدا کی بارگاہ میں عرض کیا خدایا انھیں واپس لے لے مجھے ان کیا ضرورت ہے.[1]

طوق وزنجیر سے نجات

ابن شہاب زُہَری - کہ جو حضرت سجّاد امام زین العابدین صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ

۱۔الخرائج والجرائح: ج ۱، ص ۱۹۴، مجموعہ نفیسۃ: ص ۲۰۹، بحارالانوار: ج ۴۶، ص ۱۲۰، ح ۱۱

کے دوستوں اور چاہنے والوں میں سے تھے- بیان کرتے ہیں: جس دن عبدالملک بن مروان نے امام سجّاد علیہ السّلام کو گرفتار کیا اور شام بھیج دیا امام کے ہمراہ کثیر تعداد میں فوجی بھی روانہ کیئے حضرت بڑی سخت مشکل میں مبتلا تھے.

زُہَری کہتے ہیں: میں نے فوج کے ایک سردار سے بات کی کہ اتنی اجازت دیدے کہ میں امام علیہ السّلام کو وداع کرلوں ؛ اس نے مجھے اجازت دی اور میں امام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، جیسے ہی میں امام علیہ السلام کے حضور میں وارد ہوا میں نے دیکھا کہ حضرت ایک چھوٹے سے کمرے میں ہیں حضرت کے پیروں کو زنجیر کے ذریعہ گردن مبارک سے باندھ دیا گیا ہے، اور ہاتھوں میں بھی رسیاں کسی ہوئی تھیں.

میں اس جگر فگار منظر کو دیکھ کر تڑپ اٹھا آنکھوں میں آنسو آ گئے امام سے عرض کیا آقا: کاش میں آپ کی جگہ ہوتا اور میں یہ منظر نہ دیکھتا.

امام علیہ السّلام نے فرمایا: اے زہری! تم سوچ رہے ہو کہ یہ طوق و زنجیر مجھے غمزدہ اور مایوس کررہے ہیں؟!

اگر ارادہ کروں تو یہ سب میرے لئے ناچیز ہیں.

پھر امام نے اپنے پیروں اور ہاتھوں کو حرکت دی تو تمام طوق و بیڑیاں پیروں میں گر پڑے ؛ جب میں نے یہ دیکھا تو امام کی خدمت اقدس سے رخصت ہوا کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ کچھ فوجی اور حکومت کے جاسوس امام کی تلاش میں پھر رہے

ہیں اور کہہ رہے ہین ہمیں نہیں معلوم کہ وہ آسمان پر چلے گئے یا زمین نگل گئی ہم کثیر تعداد میں فوجی اپنی نگرانی میں رکھے ہوئے تھےلیکن رات میں معلوم نہیں کس طرح غائب ہو گئے ان کی طوق وزنجیر کمرے کے فرش پر پڑی ہوئیں تھیں اور کمرہ خالی تھا

زہری کہتے ہیں: میں فورا عبد الملک کے پاس گیا تا کہ پورے حالات معلوم کروں، جب عبد الملک کے پاس گیا کچھ باتوں کے بعد عبد الملک نے مجھ سے کہا ان چند دنوں میں جب سے علیؑ بن الحسین علیہما السّلام غائب ہوئے ہیں ایک بار میرے پاس آئے اور فرمایا اے عبد الملک تجھے مجھ سے کیا سروکار؟ اور تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس رہیں

فرمایا: لیکن میں نہیں چاہتا۔ اس واقعہ کے بعد سے میں عجیب وحشت میں مبتلا ہوں [۱]

مہمان کبریاء اس کا محبوب ترین بندہ

مرحوم طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج میں ذکر کیا ہے:

ایک سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے مکہ میں قحط وخشک سالی سے لوگ پریشان تھے، خشک سالی بھی ایسی کہ جس سے کوئی بھی امان میں نہیں تھا.

اسی لئے بعض افراد جیسے مالک بن دنیار، ثابت بنانی، ایّوب سجستانی، حبیب فارسی

۱۔ اثبات الہداۃ: ج ۳، ص ۱۹ ح ۳۸

وغیرہ دعا اور نماز استسقاء کے لئے مسجد الحرام میں آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد دعا و نماز میں مشغول ہو گئے لیکن جتنی بھی دعائیں کیں مستجاب نہ ہوئیں اور بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برسا.

اسی درمیان ایک خوبصورت اور غمگین ومحزون جوان وارد ہوا اور طواف زیارت کعبہ کے بعد لوگوں کی طرف منھ کر کے خطاب کیا: کیا تم لوگوں میں کوئی خداوند رحمٰن ورحیم کا پیارا و محبوب نہیں ہے

لوگوں نے کہا: اے جوان! ہمارا کام دعاء و طلب کرنا ہے استجابت و قبولیت خداوند عالم کے ہاتھوں میں ہے.

جوان نے فرمایا: اگر تم میں سے ایک شخص بھی محبوب الٰھی ہوتا تو اسکی دعا مستجاب ہوتی؛ پھر انھیں اشارہ کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس سے ہٹ جائیں اور پھر خود خانہ خدا کے نزدیک آنے کے بعد سر سجدے مین رکھ دیا اور بارگاہ الٰھی میں عرض کیا: (سَیِّدی بِحُبِّكَ لی إلاّ سَقَیْتَهُمُ الْغَیْثَ)؛ اے میرے مولا اور سردار! تجھے قسم دیتا ہوں اس محبت کی جو تجھے مجھ سے ہے، ان لوگوں کو بارش کے پانی سے سیراب فرما.

ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک بادل آیا اور بارش مشک کے منھ کے پانی کی طرح بادلوں سے مکہ پر نازل ہونے لگی.

ثابت بنانی کہتے ہیں: میں نے اس جوان سے پوچھا تجھے کہاں سے معلوم کہ خدا تجھ سے محبت کرتا ہے؟

اس جوان نے فرمایا: اگر خدا مجھ سے محبت نہ کرتا تو مجھے اپنے گھر کی زیارت کے لئے نہ بلاتا اب جب مجھے گھر کی زیارت کی اجازت دی ہے تو وہ مجھ سے محبت بھی کرتا ہے؛ اسی لئے جب میں نے دعا کی تو میری دعا مستجاب ہوئی.

اس کے بعد جوان نے یہ اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے:

جو بھی خدا کو پہچانتا اور اس کی معرفت رکھتا ہو؛ لیکن پھر بھی اسے دوسروں کی مدد کی ضرورت محسوس ہوتی ہو تو وہ شقی اور بے چارہ ہے.

خدا کے بندے کے لئے تقویٰ اور پرہیزگاری کے علاوہ کیا چیز فائدہ مند ہوسکتی ہے؟

جبکہ وہ جانتا ہے تمام عزتیں، سعادتیں اور خوش بختیاں فقط باتقویٰ اور پرہیزگار افراد کے لئے ہونگی.

ثابت بنانی کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے مکہ کے رہنے والوں سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون تھا؟

انھوں نے جواب دیا: وہ علیؑ بن الحسین بن علیؑ بن ابی طالب -یعنی امام سجّاد، زین العابدین- علیہم السّلام ہیں. [1]

ثمرہ انکساری

ایک دن امام سجّاد، حضرت زین العابدین علیہ السّلام اپنے اصحاب اور چاہنے

---

[1] ۔مستدرک الوسائل: ج ۶، ص ۲۰۹، ح ۱۸، احتجاج طبرسی: ج ۲ ص ۱۴۹، ح ۱۸۶

والوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے،کہ ان کا ایک عزیز حسن ابن حسن نامی، امام کی طرف آیااور نزدیک آ کر امام کی شان میں گستاخی کرنے لگاامام علیہ السلام نے سکوت فرمایااور اسے کسی طرح کا کوئی جواب نہیں دیااور نہ ہی اس بدتمیز اور کم عقل کے مقابل کسی طرح کا عکس العمل دکھایا.اسے جو کچھ کہنا تھا اس نے کہا اور امام کی مجلس سے خارج ہوگیا.

اس وقت، امام سجّاد علیہ السّلام نے جلسہ میں موجود افراد کی طرف رخ فرما کر خطاب فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اس شخص کی بدتمیزی کا جواب دوں جو شخص میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے چلے.

حاضرین نے کہا: یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب چاہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ چلیں اور جو کچھ کہنا ہے اس سے کہیں اور ہم آپ کی پوری طرح حمایت کریں.

پھر حضرت نے اپنی نعلین مبارک پہنیں اور اصحاب کے ہمراہ اس کے گھر کی طرف جانے لگے راستے میں اپنے اصحاب کو اس آیت مبارکہ سے انھیں نصیحت فرماتے تھے(وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ)[1]

اسی آیت سے اصحاب نے اندازہ لگا لیا کہ حضرت علیہ السّلام اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کاارادہ رکھتے ہیں.

۱۔سورہ آل عمران: آیہ ۱۳۴

جب اس کے گھر کے نزدیک پہونچے تو آپ نے اپنے ایک ساتھی سے فرمایا آواز دواور اس سے کہوکہ علیؑ بن الحسین آئے ہیں.

جب اس بدزبان شخص نے سنا کہ امام زین العابدین آئے ہیں تو سمجھا شاید میری بدتمیزی کابدلہ لینے آئے ہیں.

اس شخص نے دروازہ کھولا اور بھاگنے کاارادہ کرنے لگا امام علیہ السّلام نے اس سے فرمایا: تم میرے پاس آئے اور میری طرف طرح طرح کی نسبتیں دیں جومنھ میں آیا وہ کہا جو باتیں تم نے کہیں اگر وہ میرے اندر ہیں تو خداوندعالم سے اپنی مغفرت طلب کرتا ہوں اور جو کچھ تو نے کہا ہے وہ جھوٹ اور تہمت تھیں تو خداوندعالم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے معاف فرمادے

جب اس شخص نے امام زین العابدین علیہ السّلام کے اس کریمانہ اخلاق کا مشاہدہ کیا تو، حضرت کے سینہ سے لگ گیا اور معذرت خواہی کرنے لگا اور بولا : اے میرے سردار! جو کچھ میں نے آپ کی شان میں کہا وہ جھوٹ اور تہمت تھا اور میں خود ان سب باتوں کا مستحق ہوں اور آپ سے معافی کا خواستگار ہوں.[1]

تمسک بہ خدااور نجات واقعی

مختلف کتابوں میں ذکر ہوا ہے:

ایک دن حضرت سجّاد، امام زین العابدین علیہ السّلام نماز میں مشغول تھے اور

۱۔ارشاد شیخ مفید: ص ۱۴۵، اعیان الشّیعۃ: ج۱ص ۴۳۳

آپکے فرزند محمد باقر سلام اللہ علیہ- جوکہ بچہ تھے- اس کنویں کے کنارے جو آپ کے گھر کے صحن میں تھا کھڑے تھے اور جب ان کی والدہ نے چاہا انھیں اپنی آغوش میں لے لیں اچانک کنویں میں گر گئے۔

ماں فریاد و بکاء کرتی ہوئیں اپنے بچے کی مدد کے لئے بلانے لگیں امام کے پاس آئیں اور عرض کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جلدی میری مدد کو آئیے آپ کے فرزند کنویں میں گر کر غرق ہو گئے ہیں...

امام سجّاد علیہ السّلام نے اگر چہ اپنی زوجہ کی آواز سنی لیکن پورے اطمنان وسکون کے ساتھ نماز میں مشغول رہے اور اپنے خالق مہربان سے ارتباط کو قطع نہ فرمایا

امام علیہ السلام کی زوجہ جب اس حالت سے نالاں ہوئیں تو کہنے لگیں:

آپ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہو کہ جنہیں دنیا اور اس سے متعلق چیزوں سے کوئی سروکار نہیں ہے!

جب حضرت نے اپنی نماز کو کامل کرلیا تو سکون و اطمنان کے ساتھ کھڑے ہوئے اور کنویں کی جانب تشریف لے گئے جب کنویں کے کنارے پہونچے اپنے مبارک ہاتھوں کو کنویں کے اندر کیا اور اپنے فرزند محمد باقر علیہ السّلام کو پکڑ کر باہر نکال لیا۔

جب ماں کی نگاہیں بچے پر پڑیں کہ مسکراہٹ چہرے پر ہے اور لباس بھی خشک ہے تو سکون ہوا، اس وقت امام سجاد علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے خاتون، خدا پر کامل اعتماد رکھو اور اپنے بچے کو سنبھالو.

امام کی زوجہ اپنے بچے کی سلامتی سے خوش ہوئیں اور امام کے کلام سے جذبہ ارتقاء پیدا ہوا.

امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: میں نے اپنی پوری توجہ نماز میں خدا کی طرف لگا رکھی تھی اور خدا نے تیرے بچے کو خطرے سے نجات دلائی.[۱]

مساکین کی خبر گیری اور زاد آخرت

امام علیؑ بن الحسین، حضرت سجّاد علیہ السّلام کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

میں نے ایک ٹھنڈی اور بارانی رات میں حضرت کو دیکھا، کہ کچھ لکڑیاں اور آٹا اپنی کمر پر حمل کئے ہوئے ایک طرف تشریف لے جا رہے ہیں.

میں آگے آیا اور دریافت کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کے ساتھ کیا ہے اور آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

حضرت نے فرمایا: مجھے ایک سفر پر جانا ہے جس میں ضروریات وساز وسامان کی احتیاج ہے.

میں نے عرض کیا: اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اپنے خدمتگار کو آپ کی مدد کے لئے ہمراہ کر دوں؟

حضرت نے قبول نہیں فرمایا تو میں نے عرض کیا: تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ لکڑیاں اٹھا کر آپکے ساتھ چلوں؟

۱۔ جامع الاحادیث الشّیعۃ: ج ۵، ص ۲۴۲ ح ۵۰، بحارالانوار: ج ۸۱ ص ۲۴۵ ح ۳۶

امام علیہ السّلام نے جواب میں فرمایا: یہ میرا کام ہے اسے اس کی منزل پہونچانا میرے لئے ضروری ہے تا کہ یہ مستحقوں تک پہونچ جائے.

اس کے بعد امام نے فرمایا: تجھے اپنے حق کی قسم دیتا ہوں واپس جا اور میرے پیچھے نہ آنا.

اسی لئے میں واپس آ گیا اور حضرت علیہ السّلام تنہا تشریف لے گئے.

اس واقعہ کے کچھ دن گزرنے کے بعد میں نے دوبارہ، امام سجّاد علیہ السّلام کو دیکھا اور ان سے سوال کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا تھا کہ میں ایک سفر پر جانے والا ہوں لیکن میں تو سفر کوئی علامت آپ کے اندر نہیں دیکھ رہا ہوں؟!

حضرت نے فرمایا: ہاں ایک سفر پر جانے والا ہوں لیکن وہ سفر نہیں جسے تم سوچ رہے ہو، بلکہ میری مراد اس سفر سے سفر آخرت تھی، کہ جس کے لئے ہمیں آمادہ رہنا چاہئے.

پھر فرمایا: جو یہ جانتا ہے کہ اسے دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کرنا ہے، وہ حرام کام سے پرہیز کرتا ہے اور محتاجوں کی مدد کرتا ہے.[1]

پہاڑ کی بلندی پر، خوان جنت منگانا

لیث بن سعد بیان کرتے ہیں:

سن ۱۱۳ ہجری قمری میں خانہ کعبہ کی زیارت اور حج بیت اللہ سے شرفیاب ہوا، جب

۱۔ علل الشرائع مرحوم شیخ صدوق: ص ۲۳۱، ح ۵

مکّہ میں وارد ہوا اور نماز ظہر و عصر سے فارغ ہوگیا.

کوہ ابوقبیس- جو خانہ کعبہ کے پاس ہے- کے اوپر گیا وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز و دعا میں مشغول ہے؛ دعا کے بعد خدا کی بارگاہ سے اس نے طلب کیا: اے خدا! مجھے انگور کی خواہش ہے اور میرے دونوں لباس بھی بوسیدہ ہوگئے ہیں.

ابھی اس کی دعا تمام بھی نہ ہوئی تھی کہ اچانک دیکھا کہ ایک انگور بھرا ہوا طشت اس کے سامنے ظاہر ہوا، میں نے ایسے انگور کبھی نہ دیکھے تھے؛ اس کے ساتھ دو لباس برد یمانی جیسے بھی تھے.

جب وہ شخص چاہتا تھا کہ کھانا شروع کرے تو میں بھی اس شخص کے پاس پہونچا اور کہا میں بھی اس میں شریک ہوں.

انھوں نے پوچھا کیوں؟

میں نے عرض کیا: جب آپ دعا کر رہے تھے تو میں آمین کہہ رہا تھا.

انھوں نے فرمایا: تو پھر آگے آؤ اور میرے ساتھ کھاؤ اور خیال رکھنا اس میں سے کوئی چیز مخفی نہ کرنا.

جب ہم نے انگور کھالئے تو اس نے کہا ان دو لباس میں سے ایک اپنے لئے پسند کرلو میں نے عرض کیا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

انھوں نے فرمایا: تو پھر انھیں پہننے میں میری مدد کرو جب لباس پہن لیا تو وہاں سے چلنے لگے، یہاں تک کہ صفا اور مروہ میں سعی کی جگہ پہونچے تو ایک شخص آیا اس

نے کہا میرے پاس لباس نہیں ہے مجھے لباس عطا کیجئے.

انھوں نے ان دو لباس میں سے ایک بدن سے اتارا اور اس شخص کو دے دیا.

لیث بن سعد کہتا ہے میں نے ہیں نہیں پہچانا کہ وہ کون ہیں تو لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ کون بزرگ ہیں؟

جواب دیا: وہ حضرت علیؑ بن الحسین، امام سجّاد، زین العابدین علیہ السّلام ہیں. [1]

مصیبت میں حضرت یعقوب علیہ السّلام سے کہیں زیادہ

اسماعیل بن منصور بیان کرتے ہیں:

امام سجّاد، حضرت زین العابدین علیہ السّلام کربلا کے بعد بے انتہا گریہ و بکاء فرماتے تھے.

ایک دن امام کے ایک صحابی نے دریافت کیا: یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے شدت گریہ و بکاء سے اپنی حالت خراب کر رکھی ہے آقا آخر آپ کب تک گریہ فرمائیں گے؟

امام سجّاد علیہ السّلام نے ذکر و تسبیح الٰہی میں مصروف رہتے ہوئے اپنا سر بلند کیا اور فرمایا: تیرے حال پر وائے ہو تجھے معلوم ہے کہ کیا ہو گیا اللہ کے نبی، حضرت یعقوب علیہ السّلام نے، حضرت یوسف علیہما السّلام کے فراق میں اتنا گریہ فرمایا کہ ان کی بینائی جاتی رہی اور آنکھیں سفید ہو گئیں، حالانکہ صرف ایک بیٹے کو کھویا تھا.

۱۔ کشف الغمّۃ مرحوم اِربلی: ج ۲، ص ۳۷۶

لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ کس طرح میرے باپ کو انکے اصحاب کے ساتھ شہید کیا گیا.

ایک اور صحابی اسماعیل کہتے ہیں: امام سجّاد علیہ السّلام، جناب عقیل کی اولاد سے بہت محبت کرتے تھے جب حضرت سے سبب دریافت کیا گیا تو اپ نے فرمایا؟

جب انھیں دیکھتا ہوں تو کربلا کی یاد میں کھو جاتا ہوں [1]

ماں کے حق کی رعایت

مرحوم سیّد محسن امین، نے علامہ مجلسی کی کتاب مرآت الجنان سے نقل کیا ہے:

امام علیؑ بن الحسین، حضرت زین العابدین علیہ السّلام اپنی والدہ گرامی کا بہت احترام فرماتے تھے اور ایک لمحہ بھی ان کی خدمت سے غافل نہ ہوتے تھے.

ایک دن کچھ اصحاب نے امام علیہ السّلام سے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ ﷺ! آپ نے دوسروں سے زیادہ اپنی والدہ گرامی کی خدمت کی ہے اور کرتے ہیں؛ لیکن ہم نے ایک بار بھی نہیں دیکھا کہ آپ ان سے پہلے یا ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں

حضرت سجّاد علیہ السّلام نے اپنے اصحاب کے جواب میں فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ ماں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھوں اور وہ لقمہ لے لوں جس کو وہ کھانا چاہتی ہیں اسی لئے میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ نہ کھاؤں. [2]

۱۔ مستدرک الوسائل: ج ۲ ص ۶۶ ،ح ۱۹ ۴ کامل الزیارات: ص ۱۰۷ ، ح ۲

۲۔ اعیان الشّیعۃ: ج ۱، ص ۶۳۴

جہاد اور حج

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بھی نقل ہوا ہے کہ: ایک دن عبّاد بصری - جو صوفیوں اور درویشوں کا رئیس تھا- نے مکہ اور مدینہ کے راستہ میں، حضرت سجّاد امام زین العابدین علیہ السّلام سے ملاقات کی اور کہنے لگا: اے علیؑ بن الحسین! تم نے دشمنوں اور مخالفوں سے جہاد و جنگ کو اسکی سختی کی وجہ سے ترک کر دیا.اور مکّہ معظّمہ کی جانب حج کرنے چل دئے کیونکہ بہت آسان اور سادہ ہے؟!ورجب کہ قرآن کریم میں خداوند عالم فرماتا ہے: بیشک خداوند عالم نے مومنین سے ان کی جان ومال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے تا کہ خدا کی راہ میں جہاد کریں ماریں اور مر جائیں... اوراس جہاد میں عظیم سعادت ہے.

امام سجّاد علیہ السّلام نے اطمنان وسکون کے ساتھ فرمایا: قرآن کریم کی آیت کو پوری طرح آخر تک پڑھو؟

عبّاد بصری نے آیت پڑھی: توبہ کرنے والے عابد وشکر گزار ہیں جو ہمیشہ رکوع اور سجود میں مصروف ہیں اورامر بہ معروف ونہی از منکر کرتے ہیں اوراحکام وحدود الٰھی کی حفاظت کرتے ہیں

امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: جس زمانہ میں بھی ان اوصاف اور خصوصیات کے مالک افراد موجود ہوں، ان لوگوں کا جہاد اورقیام حج سے افضل ہوتا ہے۔[۱]

۱۔ فروع کافی: ج۵ ص۲۲ ح۱

تقیہ اور جان کی حفاظت

حضرت باقر العلوم صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک سال، یزید ابن معاویۃ بن ابی سفیان، حج کے ارادہ سے مکہ معظمہ کی طرف عازم ہوا.

راستے میں مدینہ منورہ سے گذر ہوا، اس نے وہیں پر قیام کا ارادہ کیا، ایک شخص کو بھیجا تا کہ کسی قریشی شخص کو بلا کر اس کے پاس لائے.

جیسے ہی اس شخص کو یزید کے پاس لائے یزید نے اس سے کہا: کیا تجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ تو میرا بندہ ہے، اور اگر میں چاہوں تو تجھے غلاموں کی طرح بیچوں یا اپنا غلام بنالوں؟.

اس قریشی شخص نے کہا: اے یزید! خدا کی قسم، تجھے اور تیرے باپ کو قبیلہ قریش پر کوئی برتری نہیں ہے؛ اور اسلام کی رو سے بھی تو پر برتر نہیں ہے اس لئے جو کچھ تو کہ رہا ہے میں اس کا کیسے اعتراف کرسکتا ہوں.

یزید نے جیسے ہی اس کی بات کو سنا آگ بگولہ ہوگیا اور بولا؟: اگر تو قبول نہیں کریگا تو تیرے قتل کا حکم صادر کردونگا.

اس شخص نے یزید کی طرف رخ کر کے کہا بیشک میرا قتل حسین ابن علی علیہ السّلام سے زیادہ اہم نہیں ہے.

یزید نے اس کے قتل کا حکم صادر کردیا؛ اور حکم دیا حضرت سجّاد، امام زین

العابدین علیہ السّلام کو اس کے پاس لایا جائے.

جیسے ہی امام مظلوم علیہ السّلام کو یزید کے سامنے لایا گیا، یزید نے وہی دہرایا جو اس قریشی شخص سے کہہ چکا تھا، حضرت سجّاد علیہ السّلام سے کہا کہ وہ اعتراف کریں.

حضرت نے فرمایا: اگر میں قبول نہ کروں تو کیا اسی شخص کی طرح میرے قتل کا حکم بھی صادر کریگا؟

یزید ملعون نے جواب دیا: ہاں اگر تم نے اقرار نہیں کیا تو تمہارا بھی انجام ویسا ہی ہوگا جیسا اس شخص کا ہو چکا ہے.

امام علیہ السّلام نے جب دیکھا کہ یزید، حجت خدا کو ختم کرنے پر کمر بستہ ہے فرمایا: میں مجبوری اور کراہیت میں اس بات کا جو تو نے کہی اعتراف کرتا ہوں.

اس وقت یزید خبیث نے حضرت سجّاد، زین العابدین علیہ السّلام سے خطاب کرتے ہوئے عرض کیا: تم نے اپنے اس طریقہ سے اپنی جان کی حفاظت کی اور میرے ارادہ کو ناکام کر دیا[۱]

گوہر خیز خشک روٹیاں

زہری- جو کہ حضرت سجّاد علیہ السّلام کے اصحاب میں سے ہیں- بیان کرتے ہیں:

ایک روز ایک محفل میں امام زین العابدین علیہ السّلام کی بارگاہ میں کچھ دوست اور دشمن جمع تھے، میں بھی بیٹھا ہوا تھا، کہ اچانک ایک شخص جو امام کے چاہنے والوں

۱۔ روضۃ کافی: ص ۲۳۸ بحار الانوار: ج ۴۶ ص ۱۳۷ ح ۲۹

میں سے تھا غم واندوہ کے عالم میں وارد ہوا، حضرت نے فرمایا: کیوں غمزدہ ہو؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟

اس نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں چار دینار کا مقروض ہوں اور میرے پاس ادا کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے، اور میرا خاندان بھی بہت بڑا ہے ان کے خرچے کے لئے بھی میرے پاس درآمد کا کوئی ذریعہ نہیں ہے.

اس وقت، امام سجّاد علیہ السّلام نے اپنے چاہنے والے کے حال پر گریہ کیا لوگوں نے دریافت کیا: آقا! آپ گریہ کیوں فرمارہے ہیں؟

حضرت نے فرمایا: گریہ سے دل کے غم واندوہ کی تسکین ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوسکتی ہے کہ ہمارے چاہنے والوں میں کوئی مومن مشکل میں مبتلا ہو اور ہم اسے پورا نہ کرسکیں.

اسی درمیان میں حاضرین محفل سے جانے لگے، اور دشمن جاتے ہوئے اپنی ناپاک زبان سے جملہ بازی کر کے نمک پاشی کر رہے تھے، یہ لوگ- ائمّہ اطہار علیہم السّلام- دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ہر چیز اور ہر کام پر استطاعت رکھتے ہیں، اور جو کچھ خدا سے طلب کریں گے وہ پورا ہوجائیگا، لیکن یہ تو ایک مشکل کے حل کرنے سے بھی عاجز ہیں.

اس محتاج شخص نے، ان لوگوں کے طعنے سنے اور حضرت سے عرض کیا آقا ان لوگوں کی باتوں کو تحمل کرنا میرے لئے اپنی مشکلات کو تحمل کرنے زیادہ سخت ہے.

حضرت نے فرمایا: خدا کوئی راستہ تیری مشکلات کو برطرف کرنے کا پیدا کریگا، پھر امام علیہ السّلام نے اپنی ایک کنیز سے فرمایا: جو کھانا سحر و افطار کے لئے ہے اسے لاؤ؛ کنیز دو سوکھی روٹیاں لیکر آئی.

حضرت نے اپنے چاہنے والے سے فرمایا: این دو روٹیوں کو لو، خداوند عالم ان کے ذریعہ تجھ پر خیر و برکت نازل فرمائیگا، اس شخص نے وہ روٹیاں لیں اور وہاں سے چلا گیا.

راستہ میں ایک مچھلی بیچنے والے کے پاس سے گزرہوا اس سے کہا: مجھے ایک مچھلی دیدو میں اس کے بدلے میں ایک روٹی تمہیں دونگا، اس شخص نے قبول کیا اور مچھلی کے بدلے ایک روٹی لے لی.

وہ شخص جب گھر پہونچا تو اس نے اپنی اہلیہ کو مچھلی دینے سے پہلے اسے صاف کرنا شروع کیا، اور جیسے ہی اس نے اس کے شکم کو پارہ کیا اس میں سے ایک گران قیمت گوہر نکلا، اس نے خوشی کے ساتھ اسے نکالا اور دوڑ کر بازار جانے لگا ابھی دروازے کے پاس پہونچا ہی تھا.

کسی نے اس کے دروازے پر دستک دی اس نے دروازہ کھولا دیکھا وہی مچھلی بیچنے والا ہے، اس نے کہا کہ یہ تمہاری روٹی ہے اسے ہم نے کھانے کی بہت کوشش کی لیکن یہ بہت خشک تھی ہم سے نہیں کھائی گئی: مجھے ایسا لگتا ہے کہ تمہارے حالات سازگار نہیں ہیں، تم اپنی یہ روٹی لو اور میں نے مچھلی بھی تمہیں بخش دی.

کچھ دیر بعد کسی دوسرے شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا، جب اس نے دروازہ کھولا، دروازہ بجانے والے نے کہا کہ: حضرت زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے: خداوند عالم نے تیری مشکل برطرف کردی ،اب ہماری روٹیاں واپس کردو ، کیونکہ ہمارے علاوہ کوئی اوران روٹیوں کونہیں کھاپائیگا.

اس کے بعد اس شخص نے اس گوہر کو بازار میں اچھی قیمت میں فروخت کیا، اپنا قرضہ اسی سے ادا کیا؛ اوراپنی زندگی کو سازوسامان دینے کے بعد ایک مناسب کام میں سرمایہ لگا دیا جس سے اس کی اوراس کے اہل وعیال کی زندگی کا گزر ہوتا رہا[۱]

نادان دشمن سے سلوک

جب اہل بیت امام حسین علیہ السّلام کو قیدی بنا کر شام میں داخل کیا گیا، ان کے درمیان حضرت سجّاد، امام زین العابدین علیہ السّلام بھی بیماری اورناتوانی کی حالت میں طوق وزنجیر میں قید ہوکر آئے، یزید لعنۃ اللّٰہ علیہ کی جھوٹی افواہوں کو سچ سمجھنے والے شامی، خوشیوں کے شادیانے بجاتے آئے.

لوگوں کے درمیان ایک بوڑھا آدمی بھی تھا اس نے کہا: اس خدا کا شکر جس نے تمہارے مردوں کوقتل کیا اورفتنہ وفساد کی آگ بجھ گئی؛ اوراس نے ان شکستہ دلوں کو برا بھلا کہنا شروع کیا.

۱۔ بحارالانوار: ج ۴۶، ص ۱۲۰؛ امالی صدوق: ص ۴۵۳؛ الخرائج والجرائح مرحوم راوندی: ج ۲ ص ۷۰۸ ح ۳

امام علیہ السّلام نے اپنی اسی حالت میں فرمایا: اے پیر مرد! جو کچھ تو نے کہا میں نے سنا اور کچھ نہ کہا یہاں تک کہ تیری بات ختم ہوگئی، جو کچھ تیرے دل میں آیا تو نے کہا اب خاموش ہو کر میری بات بھی سن؟

اس بوڑھے آدمی نے کہا جو کچھ کہنا ہے بیان کرو.

حضرت نے فرمایا: کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟

بوڑھے نے کہا: ہاں.

حضرت نے فرمایا: قرآن کی اس آیت کو بھی پڑھا ہے:

(قُلْ لا اسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اجْرا إلاّ الْمَوَدَّةَ فی الْقُرْبی) یعنی: میں تم سے اپنے اہل بیت کی محبت کے علاوہ کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا.

بوڑھے نے جواب دیا: ہاں، میں نے اسے پڑھا ہے.

امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: ہم اہل بیت -قُربی- ہیں؛ اور کیا تو نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی ہے(وَآتِ ذَا الْقُرْبی حَقَّه): اہل بیت اور قرابتداروں کے حق کو ادا کیجئے۔

بوڑھے نے بھی کہا: ہاں، اسے بھی پڑھا ہے. حضرت نے فرمایا: بیشک وہ افراد ہم ہی ہیں؛ تو اب ہمارے حق کو کس طرح ادا کیا جانا چاہئے؟

بوڑھے نے کہا: کیا آپ واقعاً وہی لوگ ہیں؟

حضرت نے فرمایا: ہاں؛ اور پھر فرمایا: کیا تم نے قرآن کریم کی یہ آیت بھی پڑھی

ہے(وَاعۡلَمُوۡا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی)؛ جوبھی غنائم اور منافع سے تمہیں حاصل ہو، اس کا پانچواں حصہ-خمس کے عنوان سے-رسول خدااوران کے اہل بیت کو دیا جائے؟

بوڑھے نے کہا: ہاں.

اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور کیا یہ آیت بھی پڑھی ہے(اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا) یعنی: خداوند عالم نے تم اہل بیت کو ہر طرح کے گناہ اور گندگی سے محفوظ رکھا ہے

اس وقت اس شامی نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور عرض کیا: خدایا میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، میں نے سالوں قرآن پڑھا لیکن کبھی سمجھا نہیں تھا آج میں نے قرآن سمجھا ہے.[۱]

امام کی برکت سے حجاج کرام جنات کے مہمان

امام سجّاد، حضرت زین العابدین صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ اپنے کچھ چاہنے والوں کے ساتھ حج کے لئے مکہ معظمہ کی طرف عازم ہوئے، اس وقت امام علیہ السلا م اپنے کچھ اصحاب کے ساتھ کچھ پیچھے اور راور کچھ اصحاب خدام کے ساتھ آگے جارہے تھے جب وہ عسفان مقام-حاجیوں کے آرام کی منزل- پر پہونچے انھوں نے ایک جگہ خیمہ

۱۔احتجاج مرحوم طبرسی: ج۲ص ۱۲۰، ح۱۷۲

لگایا اور فرش بچھا دیئے.

جب حضرت نزدیک تشریف لائے تو آپ نے پوچھا یہاں کیوں سامان اتار دیا یہاں تو جنوں میں سے ان لوگوں کے ٹھہرنے کا مقام ہے جو ہمارے چاہنے والوں میں سے ہیں؛ ہمارا یہاں ٹھہرنا ان کے لئے زحمت کا سبب ہے.

اصحاب نے کہا ہمیں اس بارے میں نہیں معلوم تھا جب امام علیہ السّلام کے حکم کے مطابق اصحاب نے ساز و سامان جمع کرنا شروع کیا تو اچانک آواز آئی: یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ یہاں سے تشریف نہ لے جائیں آپکا وجود مبارک اس مقام پر ہمارے لئے شرف و فضیلت کا سبب ہے.

پھر جنوں نے ایک طبق بھیجا اور عرض کیا: ہم چاہتے ہیں آپ ہمارے مہمان رہیں اور جو ہم نے پیش کیا ہے اسے تناول فرمائیں.

اصحاب امام علیہ السّلام، نے دیکھا، اچانک خیمہ کے ایک گوشہ سے ایک طبق جس میں انار، انگور اور دوسرے پھل بھرے ہوئے ہیں اندر آ رہا ہے لیکن وہ کسی لانے والے کو نہ دیکھ سکے، بس وہ آوازیں سن رہے تھے اور پھلوں کا طبق دیکھ رہے تھے.

اسکے بعد امام نے اپنے تمام اصحاب کو کھانے کی دعوت دی تو سب نے مل کر کھایا اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر مکہ کی جانب رخ کیا۔[1]

حضرت خضر بھی دست بوسی کو حاضر ہوتے ہیں

---

[1] ۔ الخرائج والجرائح: ج ۲ ص ۵۸۷ ح ۱۰

ابوحمزہ ثمالی - جو اصحاب امام سجّاد، زین العابدین علیہ السّلام اور احادیث کے راوی بھی ہیں - بیان کرتے ہیں:

ایک دن حضرت علیہ السّلام کے ساتھ مدینہ منوّرہ سے باہر جا رہا تھا، جب مدینہ کے پاس ایک باغ میں پہونچا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا: ایک مدّت پہلے اسی طرح کے ایک دن اسی باغ میں تھے میں نے غمگینی کی حالت میں اس باغ کی دیوار سے ٹیک لگا رکھی تھی، کہ اچانک ایک شخص کو سفید لباس میں ملبوس آتے دیکھا وہ میرے مقابل آ کر کھڑا ہو گیا اور مجھے دیکھنے لگا.

کچھ دیر گزرنے کے بعد اس نے مجھ سے سوال کیا: آپ کیوں غمگین ہیں؟

کیا تم دنیا کے لئے غم میں ڈوبے ہوئے ہو؟

اگر ایسا ہے تو سنو دنیا تمام اچھے برے لوگوں کے لئے ہے.

امام فرماتے ہیں میں نے کہا: نہیں میرا رنج و غم دنیا کے لئے نہیں ہے.

اس شخص نے کہا: کیا آخرت کے لئے ملول ہو؟ آخرت سب کے لئے یقینی وعدہ گاہ ہے اور اس دن حکم چلانے والا فقط خداوند احد ہے.

میں نے کہا: میرا غم آخرت کے لئے بھی نہیں ہے.

اس نے کہا پھر کس چیز کی وجہ سے اتنے غمزدہ ہیں؟

میں نے کہا: میری پریشانی عبداللہ ابن زبیر کی وجہ سے ہے.

وہ سفید پوش مرد مسکرایا اور کہا: کیا کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جو خداوند رحیم پر پورا

بھروسہ رکھے اور ناامید ہو؟

میں نے کہا: نہیں.

اس نے کہا: کیا کبھی دیکھا ہے کہ کوئی شخص خداوند عالم کی بارگاہ سے کچھ طلب کرے اور خالی ہاتھ لوٹے؟

میں نے کہا: نہیں.

پھر اس نے کہا: کیا تم نے دیکھا ہے کسی ایسے شخص کو جو خدا سے ڈرے لیکن زندگی میں کامیاب نہ ہو؟

میں نے کہا: نہیں.

ان حکمت آمیز کلمات کو کہنے بعد وہ سفید پوش مرد وہاں سے چلا گیا اور میری نظروں سے اوجھل ہو گیا.

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں: امام سجّاد علیہ السّلام نے اپنے کلام کے آخر میں فرمایا: وہ شخص حضرت خضر نبیّ علیہ السّلام تھے. [۱]

مخبر غیب کا جن زدہ لڑکی کو شفا عطا کرنا

مرحوم قطب الدّین راوندی، نے حضرت باقر العلوم علیہ السّلام سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے:

ایک شخص جس کا نام ابو خالد کابلی تھا ایک مدت تک امام سجّاد، حضرت زین

۱۔ بحار الانوار: ج ۴۶ ص ۱۴۵ نقل از خرائج وجرائح مرحوم راوندی

العابدین علیہ السّلام کی خدمت کرتا رہا جب ایک لمبا عرصہ گزرگیا تو اپنی والدہ کو دیکھنے کی غرض سے سفر کا رادہ کیا اور امام سجاد علیہ السلام کے پاس آیا اور شام جانے کی اجازت طلب کی.

امام علیہ السّلام نے اس سے خطاب کیا: اے ابو خالد کابلی شام کا رہنے والا ایک آدمی- جو مشہور اور مالدار ہے- اپنی بیٹی کے ساتھ جو جن زدگی میں مبتلا ہے- آئیگا. اس کا باپ کسی ایسے شخص کی تلاش میں ہے جو اس کا علاج کر سکے؛ تو تم اس کے پاس جانا اور کہنا میں اس لڑکی کا علاج کر سکتا ہوں لیکن دس ہزار درہم لونگا.

جب اگلا دن نمودار ہوا، وہ شامی شخص مدینہ میں وارد ہوا، ابو خالد کابلی امام علیہ السّلام کے حکم کے مطابق اس کے پاس آئے اور کہا: اگر دس ہزار درہم مجھے دے تو میں تیری بیٹی کا علاج کر سکتا ہوں.

لڑکی کے باپ نے اس کی بات کو قبول کیا اور وعدہ کیا اگر اس کی بیٹی صحیح وسالم ہوگئی تو دس ہزار درہم عطا کرونگا.

ابو خالد کابلی امام سجّاد علیہ السّلام کے پاس آئے اور پورا واقعہ نقل کیا.

حضرت نے ان سے فرمایا: شامی شخص بے وفائی کریگا اور وعدہ کے مطابق درہم ادا نہین کریگا؛ لیکن اس کے باوجود تم لڑکی کے پاس جانا اور اس کے بائیں کان کو پکڑ کر کہنا: اے خبیث! علیّ بن الحسین فرماتے ہیں: جتنی جلدی ہو سکے اس لڑکی کے جسم سے نکل اور چلا جا.

ابو خالد کابلی نے حضرت کے پیغام کو پہونچایا لڑکی کو اس جن سے نجات مل گئی اور پوری طرح صحیح وسالم ہوگئی.

لیکن جب ابو خالد نے حسب وعدہ دس ہزار درہم کا مطالبہ کیا تو اس شامی شخص نے بغیر ادا کئے ہوئے انہیں گھر سے باہر نکال دیا.

اس کے بعد ابو خالد، امام زین العابدین علیہ السّلام کے پاس آئے اور پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ نقل کیا.

حضرت نے جواب میں فرمایا: میں نے کہا تھا کہ وہ شامی شخص دھوکہ باز ہے وہ درہم نہیں دیگا، لیکن جان لو کہ اس کی بیٹی دوبارہ اسی مشکل میں مبتلا ہو جائیگی، اور اسکا باپ تمہارے پاس آئیگا.

پس جب وہ آئے تو اس سے کہنا: کیونکہ تم نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تھا اس لئے ایسا ہوا ہے؛ اب تجھے اتنے ہی درہم علیؑ بن الحسین، زین العابدین علیہ السّلام کو دینے ہونگے تا کہ تیری بیٹی کا علاج کروں اور پھر وہ کبھی اس مشکل مین مبتلا نہیں ہوگی.

مختصر یہ کہ اس شامی شخص نے وہ درہم امام سجّاد علیہ السّلام کو دئے؛ اور ابو خالد نے دوبارہ وہی کلمات اس کے بائیں کان میں کہے اور کہا اگر اب تو واپس آیا تو خداوند عالم کے قہر کی آگ میں جلا دونگا.

امام محمّد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں: اس طرح اس لڑکی کا علاج ہوگیا اور جب وہ شخص شام کے لئے روانہ ہوگیا تو میرے والد، حضرت زین العابدین علیہ السّلام نے

ان درہموں کو ابو خالد کابلی کو دیا اور انہیں اجازت دی تا کہ وہ اپنی والدہ سے ملنے شام جاسکیں.[۱]

جمعہ کے روز فقیروں کی خوشحالی

ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں:

جمعہ کی ایک صبح، ہم نے صبح کی نماز حضرت سجّاد علیہ السّلام کی امامت میں پڑھی، اس کے بعد حضرت علیہ السّلام اپنے بیت الشرف کی طرف چلے گئے.

اور جب گھر میں داخل ہوئے، اپنی کنیزوں میں سے ایک کنیز کو جس کا نام سکینہ تھا آواز دی اور فرمایا: آج جمعہ ہے جو بھی فقیر اور ضرورت مند گھر کے دروازے پر آئے اسے خالی ہاتھ نہ جانے دینا.

میں نے حضرت سے عرض کیا کہ ہر سوال کرنے والا تو مستحق نہیں ہے؟

آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں لیکن ڈرتا ہوں کہیں وہی شخص جو واپس جائے حقیقت میں ضرورتمند نہ ہو اور اس کی وجہ سے ہم سخت عقاب میں گرفتار ہو جائیں.

جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السّلام، روزانہ ایک گوسفند قربانی فرما کر فقراء اور ضرورتمندوں کو کھلاتے تھے اور اس میں سے کچھ خود اور اہل خانہ کھاتے تھے.

لیکن ایک مرتبہ جمعہ کی شام میں ایک غریب، ضرورتمند اور روزہ دار حضرت یعقوب علیہ السّلام کے دروازہ پر آیا اور عرض کیا: مجھ غریب اور بھوکے کی مدد کیجئے،

۱۔ الخرائج والجرائح: ج ۱، ص ۲۶۲ ح ۷، بحارالانوار: ج ۴۶، ص ۱۳۱، ح ۲۴

لیکن اہل خانہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا اس سائل نے اپنی ضرورت کو کئی مرتبہ دہرایا؛ اور جب رات ہوگئی اور وہ بھوکا ہی رہا تو اس نے اپنی شکایت خداوند عالم کی بارگاہ میں کی اور بغیر کچھ کھائے سوگیا اور اس سے اگلے دن بھی روزہ رکھا.

اسی رات میں خداوند عالم کی طرف سے جناب یعقوب علیہ السلام پر وحی ہوئی: تم نے میرے بندوں میں سے ایک بندہ کو ناامید کیا ہے اب تم سخت آزمائش میں مبتلا ہوؤ گے.

اے یعقوب! میرے سب سے محبوب پیامبر وہ ہیں جو ضرورتمندوں پر رحم کرتے ہیں اور ہر آں ان کا خیال رکھتے ہیں اور انہیں اپنی پناہ میں رکھتے ہیں جو بھی میرے بندوں میں سے کسی بندہ کو ناامید کریگا سخت عذاب میں مبتلا ہوگا، اب تم بھی تقدیر کے رنج وغم برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ.

جب حضرت نے تفصیل سے جناب یعقوب و یوسف علیہما السّلام کا قصہ بیان فرمادیا تو ابوحمزۃ ثمالی کہتے ہیں: میں نے حضرت سجّاد علیہ السّلام سے عرض کیا: جب جناب یوسف علیہ السّلام کو کنوئیں میں ڈالا گیا کتنے سال کے تھے؟

حضرت نے جواب دیا: نو سال کے تھے، میں نے عرض کیا: جناب یعقوب علیہ السّلام کے گھر سے مصر کتنی دور تھا؟

آپ نے فرمایا: بارہ روز کے پیدل راستہ کی برابر.

اور پھر فرمایا: حضرت یوسف اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے

لیکن اپنے بھائیوں کے حسد سے نہ بچ سکے اور پھر کنوئیں میں گرنے اور قیدی ہونے اور جناب یعقوب علیہ السّلام کے نابینا ہونے اور دوبارہ ملاقات کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا، کہ اس واقعہ میں اس کے کچھ ترجمہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے.[۱]

لغویات زندگی اور خسارہ آخرت

حضرت ابوعبداللہ ،امام جعفر صادق علیہ السّلام بیان فرماتے ہیں:

مدینہ منورہ میں ایک بے کار اور آوارہ لڑکا تھا جس کا کام لوگوں کو لطیفے سنا کر ہنسانا تھا.

ایک دن اس نے اپنے آپ سے کہا میں نے سب کو ہنسا دیا سوائے ایک شخص علیّ بن الحسین، امام سجّاد علیہ السّلام کے؛ کسی دن کوئی ایسا کام کروں جس سے وہ اور ان کے اصحاب ہنسیں.

ایک دن جب حضرت زین العابدین علیہ السّلام اپنے دو چاہنے والوں کے ساتھ ایک مقام سے گزر رہے تھے، اس شخص نے امام کی عبا کو جو ان کے شانوں کے نیچے دبی ہوئی تھی لیا اور فرار کر گیا.

امام علیہ السّلام کے اصحاب نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے عبا چھین لی اور اس وقت جب امام علیہ السّلام کسی فکر میں غرق تھے وہ عبا آپ کو پیش کی گئی.

امام علیہ السّلام نے اپنی عبا لی اور اپنے دوش پر ڈالی امام نے اپنے اصحاب

۱۔ علل الشرائع: ص ۵۹۴، ح ۱ تفسیر عیّاشی: ج ۲، ص ۱۶۷، ح ۵

سے پوچھا یہ شخص جو عبا لیکر بھا گا تھا کیا کام کرتا ہے؟

اصحاب نے کہا: یہ ایک بے کار شخص ہے جو لطیفوں سے لوگوں کو ہنسا تا ہے اور اسی طرح اپنی زندگی چلاتا ہے.

حضرت نے فرمایا: اس سے کہو: وائے ہو تیرے حال پر! کیا تو نہیں جانتا، ایک ایسا دن بھی آنے والا ہے کہ جس دن سب کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا، اس دن نقصان کا اندازہ ہوگا اور تو شرمندہ ہوگا.[۱]

درندہ جانور کی مشکل کشائی

مرحوم قطب الدین راوندی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

ایک دن امام سجّاد علیہ السّلام، اطراف مدینہ میں اپنے باغات میں گھوم رہے تھے، جب ایک باغ کی طرف گئے تو راستے میں ایک بھیڑئے کو دیکھا کہ اس کے بدن کے بال گر گئے اور رونے وگڑ گڑانے میں مصروف ہے.

جب حضرت اس کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا اٹھو اور جاؤ میں اس کے لئے دعا کرونگا انشاءاللہ مشکل نہیں ہوگی.

بھیڑیا اٹھا اور چلا گیا ایک شخص جو امام علیہ السّلام کے ساتھ تھا اس نے پوچھا اس بھیڑئے کا کیا واقعہ ہے؟

امام علیہ السّلام نے فرمایا: بھیڑیا کہہ رہا تھا: میری بیوی کے یہاں ولادت ہونے

۱۔ اءمالی شیخ مفید: ص ،۲۱۹ ح ۷

والی ہے وہ دردوں کی وجہ سے پریشان ہے ہماری مدد کیجئے اور کچھ ایسا کیجئے جو سب کچھ خیر وعافیت سے تمام ہو جائے اور میں نے بھی وعدہ کیا کہ ہم اور ہمارے شیعہ اور اولاد تمہیں کوئی نقصان نہیں پہونچائیں گے؛ اس کے بعد بھیڑیا اطمنان کے ساتھ چلا گیا

دوسروں کو خود اور اپنے اہل خانہ سے بہتر سمجھنا

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے اپنے جد بزرگوار حضرت باقر العلوم علیہ السّلام سے نقل فرمایا ہے:

امام کے اصحاب میں سے ایک صحابی جن کا نام زُہَری غم ورنج کی حالت میں امام زین العابدین علیہ السّلام کی خدمت میں وارد ہوئے.

جیسے ہی امام علیہ السّلام کی نظریں اس پر پڑیں، فرمایا: کیوں اتنے غمزدہ ومحزون ہو؟

زُہَری نے کہا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! دوستوں اور آشناؤں کی جانب سے ایک کے بعد ایک مصیبتیں مجھ پر ڈالی جا رہی ہیں؛ اور میرے اس وقت کے مقام ومنزلت پر آنکھیں گاڑے ہوئے ہیں، اس صورت کس طرح دوستوں سے امید رکھی جا سکتی ہے.

امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: اے زُہَری! اپنی زبان پر مہار لگاؤ؛ اگر تم لوگوں کا خیال رکھو تو لوگ بھی تمہارا خیال رکھیں گے.

زُہَری نے کہا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میں نے کبھی کسی کو مایوس

نہیں کیا اور جو کچھ میرے پاس ہے اسے ہر ایک کے لئے پیش کیا ہے.

حضرت نے فرمایا: خیال رکھو غرور وتکبر کو اپنے پاس نہ آنے دینا اور کوشش کرو جو کچھ بھی بولو دلنشین اور جذاب ہو، اور یہ مت سوچو جو کچھ بھی سن رہے ہو وہ سب باطل اور جھوٹ ہے، ہمیشہ دوسروں کے کام اور کلام میں غور وفکر کرو، اور کوشش کرو دوسروں کے لئے فراخ دلی کا مظاہرہ کرو.

پھر امام علیہ السّلام نے فرمایا: جو شخص زندگی کے مختلف طرح کے مسائل میں اپنی عقل کو استعمال نہ کرے، اور اپنی آنکھ، کان بند کرنے کے بعد آگے بڑھنا چاہے وہ بہت جلدی ہلاک ہوگا.

اے زُہری! کتنا اچھا ہو اگر تم مسلمانوں کو اپنے گھر کے افراد کی طرح دیکھو، جو تم سے بڑے ہیں انہیں باپ کی طرح، جو تم سے چھوٹے ہیں انہیں اولاد کی طرح؛ اور جو تمہارے ہم عمر ہیں انہیں بھائی کی طرح دیکھو.

کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھر والوں میں سے کسی پر کوئی ظلم وزیادتی ہو؛ یا ان میں سے کسی کو کوئی نقصان پہونچے؛ یا یہ کہ بلا وجہ ان کی عزت وآبرو خطرے میں پڑے؟

اگر شیطان ملعون تمہارے ذہن میں یہ وسوسہ ڈالے کہ تم کسی مسلمان سے برتر ہو، تو دیکھو کہ اگر وہ تم سے بڑا ہے تو کہو کہ وہ مجھ سے پہلے ایمان لایا ہے اور اس نے مجھ سے زیادہ کار خیر وعمل صالح انجام دئے ہیں پس وہ مجھ سے برتر ہے.

اور اگر وہ تم سے چھوٹا ہے تو کہو کہ میں نے اس سے زیادہ غلطیاں اور گناہ کئے ہیں؛

پس وہ مجھ سے برتر ہے.

لیکن وہ جو تیرے ہم سن وسال ہیں ان کے بارے میں سوچ کہ مجھے اپنے گیا ہوں پر تو یقین ہے لیکن ان کے بارے میں مشکوک ہوں اور ان کے گناہ کا مجھے یقین نہیں ہے پس وہ مجھ سے برتر ہے.

اور اگر مسلمان تمہاری عزت کریں تمہیں احترام دیں تو کہو کہ وہ بامعرفت و بااخلاق ہیں ؛ اور اگر تمہیں نیچا سمجھیں تو کہو یہ میری خلاف کاریوں کی وجہ سے ہے اور اس تحقیر میں ، میں خود قصوروار ہوں.

اگر تم معاشرہ میں اس طرح رہو تو بہترین زندگی گزاروگے ،تم سے محبت کرنے والے دوستوں کی تعداد زیادہ ہوگی اور تمہارے دشمنوں کی تعداد بہت کم ہو جائیگی.

اور جان لو کہ بہترین انسان وہ ہے جو اپنے جیسے انسانوں کی مدد کرتا ہے اگرچہ اسے ان سے کوئی اچھائی نہ ملی ہو؛ اور خود کو تمام افراد سے بے نیاز نہ رکھے. [۱]

عملی طور پر درس انکساری

امام جعفر صادق علیہ السّلام بیان فرماتے ہیں:

جب بھی حضرت سجّاد، امام زین العابدین علیہ السّلام چاہتے تھے کچھ لوگوں کے ساتھ سفر پر جائیں، آپ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ کوئی آپ کو نہ پہچانے، اور اپنے قافلہ کے ساتھیوں سے شرط رکھتے تھے کہ وہ ان کے تمام امور میں شریک رہیں گے.

۱۔احتجاج طبرسی: ج ۲ ص ، ۱۵۲ ح ۱۹۱

ایک بار کے سفر میں ایک شخص نے امام کو پہچان لیا اس نے دوسروں سے کہا کیا تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟

انھوں نے کہا: نہیں ہم انہیں نہیں جانتے.

اس شخص نے کہا یہ امام زین العابدین علیہ السّلام ابن امام حسین علیہ السّلام ہیں، جیسے ہی ان لوگوں نے پہچانا امام علیہ السّلام کے ہاتھوں اور پیروں کو چوما؛ اور عرض کیا: اے فرزند رسول خدا! آپ ہمیں جہنم کی آگ میں مبتلا فرمارہے تھے، اگر ہم سے کوئی گستاخی ہوگئی ہوتو ہماری پوری زندگی بدبختی کی ہوگی اے ہمارے آقا ومولا آپ نے ایسا کیوں کیا! کیوں ناآشنا طریقہ سے ہمارے ساتھ سفر کیا؟

حضرت نے فرمایا: میں ایک بار اپنے جاننے والوں کے ساتھ سفر پر گیا، وہ لوگ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری نسبت کی وجہ سے مجھے کوئی کام نہیں کرنے دیتے تھے اور ہر وقت خدمت میں مشغول رہتے تھے.

اس بار بھی مجھے ڈر تھا کہ کہیں لوگ مجھے پہچان نہ لیں اور اس بار کی طرح مجھے کوئی کام انجام نہ دینے دیں اور میں دوسروں کی طرح کام میں شریک نہ ہوسکوں اور جو میرے لئے ضروری ہے اسے انجام نہ دے سکوں.

اسی لئے میرا اصحاب اور چاہنے والوں کی نگاہوں سے چھپے رہنا ہی بہتر ہے[۱]

طاؤوس یمانی بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں:

۱۔ وسائل الشّیعۃ: ج ۱۱، ص ۴۳۰، ح ۱۲، اعیان الشّیعۃ: ج ۱ ص ۶۳۵، عیون اخبار الرّضا علیہ السّلام: ج ۲ ص ۱۴۵، ح ۱۳

ایک روز مسجد الحرام میں، میزاب خانہ کعبہ کے نیچے ایک شخص کو بہت زیادہ گریہ وزاری کرتے ہوئے خداوند عالم سے مناجات کرتے دیکھا.

جب اپنے محبوب خدا کی بارگاہ میں راز و نیاز سے فارغ ہوا تو میں آگے آیا تاکہ دیکھوں یہ شخص کون ہے جو اتنے اخلاص وتواضع سے خدا کی بارگاہ میں دعا مانگ رہا تھا، میں نے توجہ کے ساتھ دیکھا تو وہ شخص کوئی عام انسان نہیں، بلکہ حضرت زین العابدین، امام سجّاد علیہ السّلام تھے.

میں حضرت کے نزدیک گیا اور عرض کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میں نے آپ کو اتنا گریہ وزاری کرتے دیکھا حالانکہ تین بے مثال فضیلتیں جو آپ کے پاس ہیں کسی اور میں نہیں ہیں:

پہلے یہ کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں.

دوسرے یہ کہ آپ کے جد امجد قیامت میں آپ کے شفیع ہیں.

تیسرے یہ کہ خداوند عالم کی رحمت آپ کے لئے ہے.

حضرت نے فرمایا: اے طاوس! یہ جو تم نے کہا کہ میں اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں یہ صحیح ہے؛ لیکن یہ میرے نجات پانے کے لئے کافی نہیں ہے، کیونکہ قیامت کے روز رشتہ داری اور قرابت کا کوئی فائدہ نہیں ہے.

اسے شفاعت بھی کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے:

شفاعت، ان لوگوں کو حاصل ہوگی جن سے خدا راضی ہوگا.

اور خداوند عالم کا لطف اور رحمت خود اس کے فرمان کے مطابق متقی اور پرہیزگاروں کو شامل ہوگا

اور میں اپنے آپ کو ان میں شامل نہیں سمجھتا [۱]

کیفیت زیست

مرحوم شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے:

ایک دن امام سجّاد زین العابدین علیہ السّلام کی خدمت میں ایک شخص وارد ہو اس نے پوچھا: اے رسول اللہصلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے! آپ نے رات کس طرح اور کس صورت میں گزاری؟ اور اب کس حالت میں ہیں؟

حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا: رات تو بسر ہوگئی لیکن اب اس حالت میں ہوں کہ آٹھ چیزیں میرا پیچھا کر رہی ہیں اور مجھ سے کچھ طلب کر رہی ہیں:

۱۔خداوندعالم، کہ جو مجھ سے اطاعت اور اپنے احکام کی پیروی اور وظائف پر عمل کو طلب کرتا ہے۔

۲۔پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جو اچھے کام اور مستحبات مجھ سے طلب فرماتے ہیں۔

۳۔اہل عیال، کہ جو اپنی زندگی کی ضروریات اور نان ونفقہ چاہتے ہیں۔

۴۔ہوائے نفس، کہ جو اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتی ہے۔

۱۔بحارالانوار: ج ۴۶، ص ۱۰۱، ح ۸۹

۵۔شیطان، کہ جو اپنا مطیع اور فرمانبر دار بنانا چاہتا ہے۔

۶۔خدا کے دو فرشتے، کہ جو ہر جگہ اور ہر حال میں میرے ساتھ ہیں اور مجھ سے صداقت اور نیک کام چاہتے ہیں۔

۷۔ملک الموت وعزرائیل، کہ جو کسی وقت میری جان طلب کر سکتا ہے۔

۸۔اور آخر میں قبر، کہ جو میرے بدن اور جسم کو اپنے اندر لینا چاہتی ہے۔

پھر امام علیہ السّلام نے فرمایا: اب اس شخص کا حال کیسا ہو سکتا ہے جو اتنے طلبکاروں کے درمیان ہر وقت گھرا ہوا ہو۔ [۱]

اسی طرح مرحوم قطب الدّین راوندی رحمہ اللّہ علیہ - کہ جن کی قبر شریف حضرت معصومہ علیہا السّلام کے صحن مطہرّ کے درمیان ہے - اپنی کتاب میں ذکر فرماتے ہیں حضرت باقر العلوم علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے:

ایک روز میرے والد امام سجّاد سلام اللّہ علیہ سخت مریض ہو گئے اور بستر بیماری پر لیٹنے پر مجبور ہو گئے، ان کے والد بزرگوار امام حسین علیہ السّلام نے ان کی عیادت کرتے ہوئے فرمایا: کسی چیز کی خواہش ہے؛ اگر کوئی خواہش ہو تو اسے پورا کروں؟

حضرت سجّاد علیہ السّلام نے جواب دیا: میں چاہتا ہوں میرا بھروسہ اور توکل خداوند عالم پر رہے، کیونکہ وہ میرا حال دیکھ رہا ہے؛ اور اگر میرا شفا حاصل کرنا اس کی مصلحت میں ہو گا تو وہ ضرور شفا عنایت فرمائیگا، اور میں ہر حال میں اس کی رضا میں راضی ہوں

۱۔ اعیان الشّیعۃ: ج ۱ ص ۶۴۵

امام حسین علیہ السلام نے اپنے فرزند، زین العابدین علیہ السّلام سے فرمایا: احسنت، تمہارا طریقہ بالکل حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرح ہے، جب زندگی کی سخت ترین مشکلات میں مبتلا ہوئے اور دشمنوں نے انھیں منجنیق پر رکھ دیا تاکہ بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیں جبرئیل علیہ السّلام ان کی مدد کے لئے آئے اور عرض کیا: اے ابراہیم علیہ السّلام جو بھی تمہاری خواہش ہو اسے پورا کروں؟

انھوں نے جواب میں فرمایا: میں ہر حال میں خدا کی رضا میں راضی ہوں؛ اور وہی میری پناہ گاہ اور تکیہ گاہ ہے، جو بھی اس کی مصلحت ہو اسی کو وہ انجام دیگا اور وہی صحیح ہے

تعلیم اصول دین کی اہمیت

امام حسن عسکری علیہ السّلام بیان فرماتے ہیں:

ایک روز ایک شخص ایک دوسرے آدمی کو پکڑے ہوئے امام سجاد علیہ السّلام کی خدمت میں آیا، لانے والا شخص دعویٰ کر رہا تھا کہ دوسرے شخص نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے.

جب امام سجّاد سلام اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہوئے، تو کچھ دیر گفتگو کے بعد متہم شخص نے اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا اور بولا : میں نے ہی اس کے باپ کا قتل کیا ہے.

امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: قاتل سے قصاص لینا چاہئے اور پھر مقتول کے بیٹے سے اس کے معاف کرنے کے لئے کہا لیکن اس نے قبول نہیں کیا اور قصاص لینے

کی تاکید کرتا رہا.

اس وقت، امام علیہ السّلام نے مقتول کے بیٹے کی طرف رخ کر کے فرمایا: اگر تم اپنے آپ کو مقتول سے بہتر سمجھتے ہو اور اس پر اپنی برتری کے قائل ہو تو بہتر ہے کہ اسے بخش دو.

اس نے جواب میں کہا: یابن رسول اللہ! اس قاتل کا میرے اوپر حق ہے اور میں اس کا مقروض ہوں لیکن جو حق اور اس کا قرضہ میری گردن پر ہے وہ اتنا قیمتی نہیں ہے جس کی وجہ سے میں اسے اپنے باپ کے قتل سے بری کردوں.

حضرت نے فرمایا: تمہارا کیا مطلب ہے اور کیا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: اگر وہ خود چاہے، تو قصاص کے بدلہ دیت پر راضی ہوسکتا ہوں.

امام سجّاد علیہ السّلام نے پوچھا: اس کا جو حق تمہارے اوپر ہے وہ کیا ہے؟

اس نے کہا: یاابن رسول اللھصلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے عقاید کے مسائل توحید ومعارف الٰہی، رسالت ونبوّت رسول اللّہ صلّی اللّہ علیہ وآلہ، اور اسی طرح امامت و ولایت ائمّہ واہل بیت عصمت وطہارت علیہم السّلام کی مجھے تعلیم دی ہے.

حضرت نے فرمایا: کیا یہی سبب بخشش اور معاف کرنے کے لئے کافی نہیں ہے جسے تم چھوٹا سمجھ رہے ہو؟!

حضرت نے آگے فرمایا: خدا کی قسم! ایسے حق کی اہمیت اور عظمت زمین کے تمام انسانوں -سوائے انبیاء وائمّہ علیہم السّلام- کے خون سے اوپر ہے؛ اور اگر اس طرح

کے انسان کا خون بہایا جائے تو پوری دنیا کے لوگ اس کی بھرپائی نہیں کر سکتے [۱]

مجلس و محفل اور گفتگو کرنے والے کا احترام

حضرت صادق آل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین بیان فرماتے ہیں:

ایک دن ایک مسلمان شخص امام سجّاد، حضرت زین العابدین علیہ السّلام کی بارگاہ اقدس میں وارد ہوا سلام کرنے کے بعد امام علیہ السلام سے عرض کیا:

اے رسول خدا کے فرزند! ایک روز فلاں مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میں نے سنا کہ ایک شخص آپ کی توہین اور شان میں گستاخی کر رہا ہے، اپنی بیہودہ باتوں میں اس نے کہا: علیؑ بن الحسین علیہما السّلام گمراہ اور بدعت گزار ہیں.

امام زین العابدین سلام اللہ علیہ، نے فرمایا: تم نے مجلس اور حاضرین کے حق کا خیال نہیں کیا، کیونکہ جو باتیں وہاں ہوئی تھیں وہ اس مجلس کی امانت تھیں، تم نے کیوں اس مجلس میں بولنے والے کی باتوں کو افشاء کیا، مجلس سے باہر بیان کیا اور اس کے رازوں کو فاش کیا!؟

اور تو نے میرے حق کا بھی خیال نہیں کیا کیونکہ جو لوگ میرے بارے میں سوچتے ہیں اسے تو نے میرے سامنے بیان کر دیا.

اور پھر حضرت نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ موت کا جال ہر ایک کو شکار کرنے

۱۔ احتجاج طبرسی: ج ۲ ص ۱۵۶ ح ۱۹۰، نقل از تفسیر امام حسن عسکری علیہ السّلام: ص ۵۹۵

والا ہے؟!

اور اس کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر قیامت میں محشور ہونا ہے اور خداوند عالم کی بارگاہ عدل وانصاف میں، اعمال وگفتار کا جواب دینا ہے اس عدالت میں جس کا قاضی وحاکم خود خداوند حکیم وخبیر ہوگا.

اور پھر امام علیہ السّلام نے اپنی نصیحتوں اور فرمائشوں کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا:

دوسروں کے پیچھے چغل خوری اور غیبت سے پرہیز کرو ورنہ جہنم کے آتشی کتوں کی ہم نشینی اختیار کرنا ہوگی.[۱]

جانور آزاری بھی قابل سزا ہے

حضرت ابوجعفر، امام محمد باقر صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

ایک روز میرے والد، امام سجّاد، حضرت زین العابدین علیہ السّلام اپنے کچھ اصحاب کے ساتھ شہر مدینہ کے اطراف میں سیر واستراحت کی غرض سے گئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا.

جب دستر خوان بچھایا جا چکا اور لوگ کھانے میں مشغول ہو گئے، اچانک ایک ہرن میرے والد بزرگوار کے پاس گزرا، میرے والد امام سجّاد علیہ السّلام نے ہرن سے خطاب کیا:

۱۔ احتجاج طبرسی: ج ۲، ص ۱۴۵، ح ۱۸۳

اے ہرن! میں علیؑ بن الحسین بن علیؑ بن ابی طالب ہوں، میری ماں فاطمہ زہراء علیہا السّلام، رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہیں، آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ.

ہرن نے سنا اور دسترخوان کے قریب آیا اور کھانا کھانے میں مشغول ہوگیا.

تھوڑی دیر بعد ایک صحابی نے ہرن کی طرف اشارہ کر کے اس کو ڈرانا چاہا، ہرن نے بھاگنے کا ارادہ کیا تو میرے والد بزرگوار نے فرمایا:

اس جانور کو مت ڈراؤ کیونکہ وہ میری پناہ میں ہے اور پھر ہرن کی طرف خطاب کرتے ہوئے فرمایا ڈرو نہیں تم میری پناہ میں ہو اور کسی کو تم سے کوئی مطلب نہیں ہے

ہرن پھر اطمنان کے ساتھ کھانے میں مشغول ہوگیا، اسی درمیان میں کسی نے ہرن کی پشت پر ہاتھ لگایا تو امام علیہ السّلام ناراض ہو گئے اور فرمایا تم نے ہرن کے میرے اوپر کئے ہوئے اعتماد کو ٹھیس پہونچائی ہے تم اس بات کا سبب بنے ہو کہ ہرن ہم پر اعتماد نہ کرے

پھر فرمایا: میں اب تم سے گفتگو نہیں کرونگا اور یاد رکھو جو کام تم نے آج ایک جانور کو ڈرا کر انجام دیا ہے تمہیں اس کا نقصان اٹھانا پڑیگا.

کچھ دن بعد وہ شخص اپنے اونٹ کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں گھوم رہا تھا، کہ اچانک اس کا اونٹ بھاگ گیا لوگوں نے بہت تلاش کیا لیکن وہ اونٹ نہیں ملا. [۱]

خدا کے لئے انسانی صفات کا قائل ہونا باعث عذاب

۱۔ اثبات الہداۃ: ج ۳، ص ۳۹ و ۴۰

مرحوم علاّ مہ مجلسی نے شیخ الطایفہ مرحوم طوسی رحمۃ اللہ علیہم سے نقل کیا ہے:

ایک دن حضرت سجّاد، امام زین العابدین علیہ السّلام حج کے ارادہ سے مکہ معظمہ کی طرف عازم ہوئے.

مدینہ سے مکہ کے راستہ میں، ایک ایسے صحرا سے گزر ہوا جہاں راہزن حجاج اور مسافروں کو لوٹنے کے لئے کمین لگائے بیٹھے تھے.

جیسے ہی امام علیہ السّلام چوروں کے نزدیک پہونچے، ایک چور سامنے آیا اور امام کا راستہ بند کر دیا اور حضرت کو مکہ معظمہ کے راستے میں آگے بڑھنے سے مانع ہوا.

امام زین العابدین علیہ السّلام نے پورے اطمئنان اور سکون کے ساتھ اس چور سے خطاب کیا اور فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ اور کس چیز کی تلاش میں ہو

چور نے جواب دیا: تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں تاکہ تمہارا مال لوٹ سکوں.

حضرت نے فرمایا: میں اپنی مرضی سے اپنے مال میں تجھے شریک کرنا چاہتا ہوں اور اپنی مرضی سے تجھے آدھا دے سکتا ہوں.

راہزن نے کہا: مجھے قبول نہیں ہے بس جو میں نے کہا ہے اسے انجام دونگا.

حضرت سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: میں اس بات پر بھی راضی ہوں کہ اپنے سفر کے خرچے کی برابر اپنے مال میں سے خود رکھوں باقی تجھے دیدوں.

لیکن چور نے امام زین العابدین علیہ السّلام کی کسی بات کو تسلیم نہیں کیا اور اپنی ضد پر ڈٹا رہا.

جب حضرت نے اس کے اس رویہ کو دیکھا تو آپ نے سوال کیا، تیرا مالک و پروردگار کہاں ہے؟

چور نے جواب دیا: وہ سورہا ہے

اس وقت امام علیہ السّلام نے کچھ کلمات اپنی زبان پر آہستہ آواز سے ادا کئے، جیسے کلمات ادا ہوئے دو خطرناک شیر نمودار ہوئے اور چور پر حملہ کردیا ایک نے سر پر اور دوسرے نے پیر پر حملہ کیا اور دونوں اپنی اپنی طرف کھینچنے لگے.

پھر امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: تو سوچ رہا تھا کہ تیرا مالک اور پروردگار سورہا ہے؟!

اس کے بعد امام علیہ السلام نے اپنے مکہ کے سفر کو امن وسکون کے ساتھ جاری رکھا.[۱]

معیار زوجیت ایمان اور تقویٰ

آسمان امامت وولایت کے پانچویں ستارے امام محمد باقر صلوات اللّہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک سفر پر میرے والد بزرگوار، حضرت سجّاد، امام زین العابدین علیہ السّلام مکہ معظمہ کی طرف جارہے تھے، ایک عورت جس کا خاندان کوئی مشہور ومعروف خاندان نہیں تھا سے خواستگاری کا پیغام دیا اور عقد فرمایا.

۱۔امالی شیخ طوسی:ص ۶۰۵، بحارالانوار: ج ۴۶، ص ۴۱، ح ۳۶

امام علیہ السّلام کے ایک صحابی کو جیسے ہی اس بات کی خبر ہوئی بہت ناراض ہوا اور فوراً امام علیہ السّلام کے پاس آیا کہ امام نے کیوں ایسے غیر معروف خاندان میں عقد کیا ہے.

جب اس نے تحقیق کی تو معلوم ہوا وہ لوگ گمنام ہونے کے ساتھ غریب بھی ہیں، تو اس نے عرض کیا:

یابن رسول اللہصلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری جان آپ پر فدا ہو لیکن آپ نے یہ کام کیوں کیا؟

کیوں ایسے گھر میں عقد کیا ہے جو نہ مشہور ہے اور نہ مالدار یہ بات لوگوں کے درمیان بھی گفتگو کا موضوع بنی ہوئی ہے [۱]

امام سجّاد صلوات اللّٰہ علیہ نے فرمایا: میں سوچتا تھا کہ تم اچھی فکر اور اچھی سیرت کے انسان ہو، خداوند عالم نے اسلام کے ذریعہ تمام خرافات اور اونچ نیچ والی باتوں کو باطل و ناجائز کر دیا ہے، اور اس طرح کے خیالات کی مذمت کی ہے.

زوجہ کے انتخاب میں جس چیز کا خیال رکھنا چاہیئے وہ ایمان وتقوا-عفت وقناعت -ہے، اور جو کچھ لوگ آج کل سوچتے ہیں وہ سب جاہلیت کے زمانے کی فکر اور سوچ

۱- کیونکہ اس زمانے کا رواج یہ تھا کہ زوجہ کو اسی خاندان سے انتخاب کیا جا سکتا تھا کہ جو مشہور اور صاحب ثروت ہو، اور غریب خاندانوں میں شادی کرنا عیب شمار کیا جاتا تھا. شاید حضرت سجّاد علیہ السّلام کا اپنے اس قدم کے ذریعہ مقصد اس خرافی تہذیب کا مقابلہ کرنا اور اسے ختم کرنا تھا

ہے. [۱]

اس لئے عورت کے انتخاب میں جس چیز کا خیال رکھنا چاہئے وہ ثروت، شہرت، مقام، عیش و عشرت کی چیزیں، خوبصورتی وغیرہ نہیں ہے؛ بلکہ جو چیز انسان کو بزرگی و عظمت عطا کرتی ہے اور اچھی زندگی کے قابل بناتی ہے وہ خدا پر ایمان اور اسکی معنویت اور تقویٰ ہے.

زیارت امام، وسیلہ نجات و سعادت

ابن شہاب زُہری بیان کرتے ہیں:

رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کے وقت، میرے ایک دینی بھائی - جس سے میں بہت محبت کرتا تھا - اور جو بعد میں قتل اور شہید ہو گیا اور مجھے آج تک افسوس ہے کہ میں اس کے ساتھ کیوں نہیں تھا تا کہ اس کے ساتھ ہی شہید ہو جاتا

میں نے ایک رات اسے خواب میں دیکھا، میں نے اس سے کہا: تو نے اپنے خدا کو کیسا پایا؟ اور خدا نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

اس نے جواب دیا: خداوند متعال نے مجھے جنگ و جہاد میں شرکت کی وجہ سے میرے سارے گناہ معاف کر دئے.

اور حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اہل بیت صلوات اللّہ علیہم سے محبت کی وجہ سے میرے وقت کے امام، حضرت علیّ بن الحسین، زین العابدین علیہ السّلام کی

۱۔ کتاب زہد حسین بن سعید کوفی اہوازی: ص ۵۹ ح ۱۵۸

شفاعت حاصل ہوئی؛ اور جنت میں بلند ترین مقامات مجھے عطا کئے گئے.

زُہری کہتے ہیں: اسی خواب میں، میں نے اس سے کہا: مجھے بہت افسوس ہے کہ کیوں میں تیرے ساتھ نہ تھا جو مجھے بھی شہادت نصیب ہوتی ؟!

اس نے جواب دیا تو خدا کے یہاں اس سے بھی بلند و عظیم مقامات حاصل کریگا

میں نے دریافت کیا: وہ کیسے؟ اور کس وجہ سے؟ میں نے تو ایسا کوئی خاص کام انجام نہیں دیا ہے!

اس نے جواب میں کہا: تو ہر جمعہ - کم سے کم - ایک بار اپنے آقا حضرت سجّاد، امام زین العابدین علیہ السّلام کی زیارت کو جاتا ہے؛ اور ان کے جمال منور پر نظر ڈالتا ہے اور محمّد و آل اوصلوات بھیجتا ہے، اور ان کے کلمات اور احادیث کو دوسروں تک پہونچاتا ہے، اور امر بہ معروف و نہی از منکر انجام دیتا ہے؛ خداوند عالم تجھے دشمنوں کے شر سے اپنے حفظ و امان میں لئے ہوئے ہے.

میں خواب سے اٹھا پورا منظر میری آنکھوں میں گھوم رہا تھا میں نے دل میں کہا یہ سب خواب ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور پھر سو گیا دوبارہ وہی دوست اور بھائی خواب میں آیا اور پوچھا: کیا تجھے اس چیز کے بارے میں جو میں نے بتائی ہے کچھ شک و تردید ہے؟

پھر بولا: خیال رکھ شک و تردید کو دل میں نہ آنے دینا اور جو کچھ تو نے سنا ہے اس پر یقین و اطمینان رکھ اور اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا؛ اور تیرے یقین و اطمینان کے لئے،

حضرت سجّاد علیہ السّلام بھی جو کچھ میں نے تجھ سے کہا ہے خبر دیں گے.

جب میں سو کر اٹھا صبح کی نماز پڑھی، ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا : میں امام علیؑ بن الحسین علیہ السّلام کی طرف سے آیا ہوں حضرت کو تم سے کچھ کام ہے، جلدی حضرت کے پاس آؤ.

اسی لئے جلدی تیار ہوا اور اپنے آقا کے بیت الشرف کی طرف گیا، جیسے ہی امام علیہ السّلام کی زیارت سے شرفیاب ہوا، آپ نے فرمایا: اے زُہری ! گذشتہ رات تیرا برادر دینی تیرے خواب میں آیا تھا اور تجھ سے اس نے یہ باتیں کہیں -امام نے اس شہید کی بتائی ہوئی تمام باتیں بیان فرمائیں- پھر فرمایا: جو کچھ بھی اس نے تمہیں خبر دی ہے وہ سب سچ ہے اس پر ایمان کامل رکھو.[۱]

درد مند ناداران

امام محمّد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے:

جب میرے والد امام سجّاد زین العابدین علیہ السّلام کی شہادت ہوئی اور میں ان کے بدن اطہر کو غسل وکفن دینا چاہتا تھا، کچھ اصحاب اور اہل خانہ کو میں نے جنازہ اطہر کے قریب بلایا.

جب حضرت کے بدن مقدّس سے غسل کے لئے لباس اتارا، تو حاضرین نے حضرت سجّاد علیہ السّلام کے اعضاء سجود کو دیکھا، طولانی سجدوں کی وجہ سے، پیشانی

۱۔ الثاقب فی المناقب: ص ۳۶۲، ح ۳۰۱

گھٹنے، ہتھیلیاں اور پیروں پر سخت کھال اور کالے نشان پڑ چکے تھے کیونکہ آپ ہر روز وشب میں ایک ہزار رکعت نماز اور طولانی سجدے انجام دیتے تھے.

واور جب میرے والد بزرگوار امام سجّاد علیہ السّلام کے کاندھے اور کمر کو دیکھا، رسیوں کے نشانوں نے جگہ بنالی تھی جب کسی نے دریافت کیا کہ یہ نشان کیسے ہیں؟

تو میں نے لوگوں سے کہا: خدا کی قسم، اس راز کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور اگر میرے والد بزرگوار ابھی حیات ہوتے تو تب بھی میں یہ راز نہ بتاتا.

پھر امام باقر علیہ السّلام نے فرمایا: جب رات کا کچھ حصہ ڈھل جاتا تھا اور اہل خانہ سو جاتے تھے، میرے والد وضو فرما کر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے؛ اور پھر گھر میں جو بھی کھانے پینے کا سامان موجود ہوتا تھا اسے جمع کرنے کے بعد ایک تھیلے میں رکھتے اور گھر سے باہر لے جاتے تھے اس تمام سامان کو فقراء کے محلہ میں جا کر غریبوں اور یتیموں میں تقسیم کرتے تھے.

اور کوئی انہیں نہیں پہچانتا تھا بس اتنا جانتے تھے کہ کوئی آ کر ان کے درمیان کچھ تقسیم کر رہا ہے، اور ہر رات ان کا انتظار کرتے اور گھر کے دروازے کھلے رکھتے تھے تاکہ ان کا حصہ گھر کے دروازہ پر رکھا جاسکے.

اور یہ ٹھیٹیں جو شانوں اور کاندھوں پر دیکھ رہے ہو اسی سامان کے اٹھانے کے نشانات ہیں کہ جو فقراء اور غریبوں میں تقسیم کرتے تھے. [۱]

۱۔ مستدرک الوسائل: ج ۷، ص ۱۸۲، ح ۶

حضرت صادق آل محمدّ علیہم السّلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا:

امام سجّاد، حضرت علیؑ بن الحسین علیہما السّلام ایک روز اپنے گھر کے دروازہ کے نزدیک تشریف فرما تھے، کہ اچانک کسی کے دروازہ بجانے کی آواز سنی.

حضرت نے کنیز سے فرمایا دیکھو کون ہے؟

جب کنیز دروازہ کے پیچھے پہونچی پوچھا کون ہے؟

جواب دیا: ہم آپکے کچھ شیعہ ہیں.

کنیز نے واپس آکر امام کو خبر دی امام زین العابدین علیہ السّلام فورا کھڑے ہوئے اور جلدی سے دروازے کو کھول دیا؛ لیکن جیسے ہی امام کی نظر ان لوگوں پر پڑی امام رنجیدہ ہو گئے اور فرمایا: یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم تمہارے شیعہ ہیں اس لئے کہ شیعوں کا وقار ان کے چہرے پر ظاہر نہیں ہے اور ان کے جسم وصورت سے عبادت کے آثار نمایاں نہیں ہیں! ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات نہیں ہیں!

اور پھر امام سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: ہمارے شیعہ اس طرح کی علامتوں سے پہچانے جاتے ہیں، ان کے بدن غم میں ڈوبے ہوئے، ان کے چہرے اور پیشانی پر بارگاہ الٰہی میں کثرت سجود کی وجہ سے نورانیت چھائی رہتی ہے۔[1]

خاص وقت میں امام کی نصیحتیں

۱۔ مستدرک الوسائل: ج ۴، ص ۴۶۸، ح ۶، صفات الشّیعہ صدوق: ص ۲۸، ح ۴۰

زُہری کہتے ہیں:

امام سجّادعلیہ السّلام کی حیات طیبہ کے آخری ایام میں آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، جب میں حضرت کے پاس بیٹھا کچھ روٹی سبزی اور کاسنی میرے لئے لائی گئی ،حضرت نے مجھ سے فرمایا: تناول کرو

میں نے عرض کیا: یابن رسول اللهصلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کھانے کی خواہش نہیں ہے.

حضرت نے فرمایا: اس سے کھاؤ کہ یہ سبزی کاسنی ہے کہ جس کے ہر پتہ جنت کے پانی کا عرق ہوتا ہے اور ہر مرض کے لئے شفا ہے.

زُہری کہتے ہیں: پھر اس طبق کے لے جانے بعد روغن لایا گیا امام علیہ السّلام نے فرمایا اس میں سے بھی کھاؤ.

میں نے عرض کیا: اس کی ضرورت نہیں تھی.

فرمایا: یہ روغن بنفشہ ہے اس میں بہت خاصیتیں ہیں اور تمام روغنوں پر اسے فوقیت حاصل ہے.

اسی درمیان امام سجّادعلیہ السّلام، کے فرزند حضرت باقر العلوم علیہما السّلام تشریف لائے؛ وہ دونوں بزرگوار سرگوشی میں کچھ راز و نیاز کی باتیں کرنے لگے میں نے صرف ایک جملہ سنا کہ امام نے فرمایا: بیٹا! خوش اخلاق اور خوش رفتار رہو.

مجھے احساس ہوگیا کہ حضرت اسرار امامت اپنے فرزند کے سپرد فرمارہے ہیں؛

میں کچھ آگے گیا اور امام سے عرض کیا: میرے آقا! اگر کچھ ہو جائے تو آپ کے بعد کس سے رجوع کیا جائے؟

امام سجّاد علیہ السّلام نے اپنے فرزند کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: میرے اس بیٹے محمّد علیہ السّلام کی طرف یہی میرے جانشین و وارث ہیں، وہ اسرار علوم الٰہی کے مخزن ہیں، وہ باقر العلوم ہیں.

میں نے عرض کیا: باقر العلوم کے کیا معنیٰ ہیں؟

فرمایا: بہت جلد ہمارے چاہنے والے اور دانشمند افراد ان کے پاس جمع ہو جائیں گے اور یہ تمام علوم وفنون کی تشریح کرینگے.

اس کے بعد حضرت نے اپنے فرزند کو کسی کام سے باہر بھیج دیا، جب وہ واپس آئے تو میں نے سوال کیا: آپ نے اپنے بڑے بیٹے کو جانشین کیوں نہیں بنایا؟

فرمایا: امامت چھوٹے بڑے سے نہیں ہوتی، بلکہ رسول اللہصلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ہمیں لوح محفوظ سے خبر ملی ہے.

میں نے عرض کیا: اوصیاء اور خلفاء حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے لوگ ہیں؟

حضرت سجّاد علیہ السّلام نے فرمایا: جو کچھ ہم نے صحیفہ اور لوح میں دیکھا ہے اس کے مطابق، وصیوں کی تعداد بارہ ہے، اس میں ان کے نام صفات کے ساتھ ذکر ہوئے ہیں.

پھر فرمایا: میرے ساتویں فرزند محمد باقر کے صلب سے خدا کی بارہویں حجّت دنیا

میں آئیگی جن کا نام مہدی (عجّ) ہوگا. [۱]

و امام سجّاد علیہ السّلام بھی دوسرے اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السّلام کی طرح اپنے وقت کے ظالم وجابر خلفاء وسلاطین سے محفوظ نہیں تھے؛ بلکہ ہر دن کے ساتھ ایک نئی طرح کی مصیبت کا سامنا تھا.

اورآخر میں ہشام بن عبد الملک مروان کے ذریعہ زہر سے شہید کیا گیا،

جب آپ شہادت کے بلند ترین درجہ پر فائز ہوئے، تو آپ کے بدن مطہّر و مقدّس کو آپ کے فرزند امام محمّد باقر علیہ السّلام نے غسل دیا؛ کفن اور نماز کے بعد، قبرستان بقیع میں، اپنے چچا امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام کے پاس دفن ہوئے

(صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہُ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ اسْتُشْہِدَ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا).

پانچ پر نجات

۱۔ مرحوم قطب الدّین راوندی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے:

امام سجّاد صلوات اللّٰہ علیہ جب نماز صبح پڑھتے تھے؛ اپنے مصلے پر بیٹھے رہتے تھے جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جائے؛ اور طلوع خورشید کے بعد اپنی اور اہل خانہ کی سلامتی کے لئے دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور پھر تھوڑا سا سوتے تھے.

جب سو کر اٹھتے تھے تو اپنے دانت صاف کرتے اور مسواک کرتے تھے، اس کے

۱۔ بحار الانوار: ج ۴۶ ص ۲۳۳ ح ۱

بعد ناشتہ تناول فرماتے تھے.[۱]

۲۔مرحوم کلینی ،نے حضرت صادق آل محمّدعلیہم السّلام سے نقل کیا ہے:

جب امام سجّاد علیہ السّلام کے دامادوں میں سے کوئی گھر آتا تو امام سجّاد علیہ السّلام اپنی عبا کاندھوں سے اتار کر اسے بچھا دیتے تھے تاکہ وہ اس پر بیٹھیں.

اور پھر اپنے داماد سے فرماتے تھے: خوش آمدید، کہ تم اپنے گھر کا خرچہ چلانے والے اور نامحرموں کی نظر سے اپنی ناموس کی حفاظت کرنے والے ہو.[۲]

۳۔ایک دن امام سجّاد علیہ السّلام نماز میں مشغول تھے، کہ آپ کی عبا اچانک شانوں سے گرگئی، حضرت اس کی طرف

توجہ دئے بغیر نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ نماز تمام ہوگئی.

جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک صحابی نے دریافت کیا: یا ابن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ کے کاندھوں سے ردا گری تو آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور اپنی نماز میں مشغول رہے!؟

امام علیہ السّلام نے فرمایا: تمہیں اس بات پر کیوں اعتراض ہوا!؟ کیا تم نہیں جانتے کہ نماز کے درمیان میں کس کے سامنے کھڑا تھا؛ اور کس سے گفتگو کر رہا تھا؟

کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ نماز کے درمیان، جتنی توجہ اور خلوص خداوند عالم کی طرف

۱۔دعوات راوندی: ص ۷۱ ومستدرک الوسائل: ج ۶، ص ۳۵۰ ح ۳

۲۔اصول کافی: ج ۱ ص ۳۳۸، ح ۸

ہوگا، اتنا ہی مقبولیت کی امید زیادہ ہوگی.

اس شخص نے کہا: وائے ہمارے حال پر، ہماری عبادتیں تو برباد ہوگئیں.

حضرت نے فرمایا: خداوند عالم کے لطف و کرم سے ناامید نہ ہوئیں کیونکہ خداوند عالم نافلہ نماز کے ذریعہ واجب نمازوں کی کمیوں کو برطرف فرمادیتا ہے. [1]

۴۔ ایک دن ایک شخص نے حضرت سجّاد علیہ السّلام کی بہت تعریف کی اور اور اپنی محبت کا اظہار کیا.

امام علیہ السّلام نے فرمایا: خدایا، میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ لوگ مجھ سے محبت کریں اور تو مجھ سے نفرت کرے.

اسی طرح بیان ہوا ہے:

جس دن عید عرفہ تھی، حضرت ایک محلہ سے گذر رہے تھے، دیکھا کہ کچھ لوگ بھیک مانگ رہے ہیں اور ہر کس و ناکس سے سوال کر رہے ہیں.

حضرت نے انہیں تعجب سے دیکھا اور فرمایا: تمہارے حال پر وائے ہو جو آج کے دن- روز عرفہ- غیر خدا سے، مدد کے طلبگار ہو، اور لوگوں کی مدد پر آنکھیں لگائے ہوئے ہو. [2]

۵۔ مرحوم کلینی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اپنی کتاب شریف کافی میں ذکر کیا ہے:

۱۔ دعائم الاسلام: ج۱ ص ۱۵۸، مستدرک الوسائل: ج ۴ ص ۱۰۳ ح ۲۹

۲۔ بحار الانوار: ج۴۶ ص ۶۲

ایک شخص جس کا نام سعید بن مسیّب تھا بیان کرتا ہے:

ایک دن میں امام سجّاد علیّ بن الحسین علیہما السّلام کی خدمت اقدس میں تھا، امام علیہ السّلام نماز میں مشغول تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے ایک شخص نے دروازہ بجایا۔

حضرت نے فرمایا: کوئی فقیر - حاجت مند - آیا ہو تو اسے ناامید مت کرنا۔[۱]

امام علیہ السّلام کے اقوال سے منتخب چالیس احادیث

۱۔ قالَ الاْمامُ علیّ بنُ الْحسَین، زَیْنُ الْعابدین عَلَیْهِ السَّلامُ:

ثَلاثٌ مَنْ کُنَّ فیهِ مِنَ الْمُؤْمِنینَ کانَ فی کَنَفِ اللهِ، وَاءظَلَّهُ اللهُ یَوْمَ الْقِیامَةِ فی ظِلِّ عَرْشِهِ، وَآمَنَهُ مِنْ فَزَعِ الْیَوْمِ الاْکْبَرِ: مَنْ اءعْطی النّاسَ مِنْ نَفْسِهِ ما هُوَ سائِلُهُم لِنَفْسِهِ، ورَجُلٌ لَمْ یَقْدِمْ یَداً وَرِجْلاً حَتّی یَعْلَمَ اءنَّهُ فی طاعَةِ اللهِ قَدِمَها اءوْ فی مَعْصِیَتِهِ، وَرَجُلٌ لَمْ یَعِبْ اءخاهُ بِعَیْبٍ حَتّی یَتْرُکَ ذلکَ الْعِیبَ مِنْ نَفْسِهِ۔[۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: مومنین میں سے جس میں بھی تین خصلتیں پائی جائیں وہ قیامت کے روز عرش الٰھی کے سایہ میں ہوگا اور محشر کی عظیم سختیوں اور مصائب سے محفوظ ہوگا۔

۱۔ کافی: ج ۴ ص ۱۵، ح ۴ حلیۃ الابرار: ج ۳، ص ۲۵۹، ح ۵

۲۔ تحف العقول: ص ۲۰۴، بحار الانوار: ج ۷۵ ص ۱۴۱، ح ۳

پہلے یہ کہ محتاجوں اور ناداروں کی مدد سے منھ نہ موڑے.

دوسرے یہ کہ کوئی قدم اٹھانے یا کوئی بات زبان سے کہنے سے پہلے یہ دیکھے کہ خداوند عالم کی رضاوخوشنودی اس کام میں ہے یا یہ کام خدا کی ناراضگی اور غصہ کا سبب ہوگا

تیسرے یہ کہ دوسروں کے عیب گنوانے سے پہلے اپنے اندر موجود عیبوں کو برطرف کرے.

۲۔قال علیه السلام :ثَلاثٌ مُنجِیاتٌ لِلْمُؤْمِن : كَفُّ لِسانِهِ عَنِ النّاسِ وَاغتِیابِهِمْ، وَإشْغالُهُ نَفْسَهُ بِما یَنْفَعُهُ لِآخِرَتِهِ وَدُنْیاهُ، وَطُولُ الْبُكاءِ عَلى خَطیئَتِهِ.[1]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: تین چیز انسان کی نجات کی موجب ہیں: لوگوں کی برائی اور غیبت سے زبان کو روکنا، خود کو ان کاموں میں مشغول کرنا جو اسکی دنیا و آخرت کے لئے مفید ہیں. اور ہمیشہ اپنی غلطیوں اور خطاؤں پر گریہ کرنا اور شرمندہ ہونا.

۳۔قال علیه السلام : اَربَعٌ مَنْ كُنَّ فیهِ كَمُلَ إسْلامُهُ، وَمُحِّصَتْ ذُنُوبُهُ، وَلَقِیَ رَبَّهُ وَهُوَ عَنْهُ راضٍ: وِقاءٌ لِلّهِ بِما یَجْعَلُ عَلى نَفْسِهِ لِلنّاس، وَصِدْقُ لِسانِه مَعَ النّاسِ، وَالاِسْتِحیاءِ مِنْ كُلِّ قَبیحٍ عِنْدَ اللهِ وَعِنْدَ

۱۔تحف العقول:ص ,204بحار الانوار:ج ۷۵ص ,۱۴۰ح ۳

النّاسِ، وَحسُنِ خُلُقِهِ مَعَ اءهْلِهِ.[۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: جس میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں اس کا یمان کامل اور گناہ بخشے جائیں گے، اور خدا سے اس حالت میں ملاقات کریگا کہ خدا اس سے راضی ہوگا:

۱۔تقویٰ اور پرہیزگاری کی خصلت، اس طرح کہ بغیر کسی امید اور توقع کے لوگوں کی خدمت کرے۔

۲۔لوگوں سے زندگی کے تمام پہلوؤں میں صداقت کے ساتھ رفتار کرنا۔

۳۔شرعی اور عرفی برائیوں سے پرہیز کرنا۔

۴۔مومنین اور اپنے اہل وعیال سے اچھے اخلاق سے پیش آنا

۵۔قال علیه السلام: یَا ابْنَ آدَم، إِنَّكَ لاتَزالُ بَخَیْرٍ ما دامَ لَكَ واعِظٌ مِنْ نَفْسِكَ، وَما كانَتِ الْمُحاسَبَةُ مِنْ هَمِّكَ، وَما كانَ الْخَوْفُ لَكَ شِعاراً.[۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: اے فرزند آدم، تاوقتیکہ، تمہارا نفس تمہارا خیر خواہ، اور اپنے امور کا محاسبہ کرتا رہے گا اور تمہارا جسم خوف خدا سے لرزاں رہے گا اس وقت تک خیر وسلامتی تمہارے قدم چومتی رہے گی۔

۱۔مشکاۃ الانوار: ص ۱۷۲ بحارالانوار: ج ۶۶، ص ۳۸۵، ح ۴۸

۲۔مشکاۃ الانوار: ص ۲۴۶، بحارالانوار: ج ۶۷ ص ۶۴ ح ۵

۶۔ قال علیه السلام : وَامّا حَقُّ بَطْنِكَ فَانْ لاتَجْعَلَهُ وِعاءً لِقَليلٍ مِنَ الْحَرامِ وَلالِكَثيرٍ، وَاءنْ تَقْتَصِدَ لَهُ فِي الْحَلالِ.[۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: پیٹ کا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ اسے حرام چیزوں کا۔ چاہے کم یا زیادہ۔ظرف مت بناؤ بلکہ حلال چیزوں میں بھی فضول سے بچو.

۷۔قال علیه السلام : مَنِ اشْتاقَ إلى الْجَنَّةِ سارَعَ إلى الْحَسَناتِ وَسَلا عَنِ الشَّهَواتِ، وَمَنْ اءشْفَقَ مِنَ النارِ بادَرَ بِالتَّوْبَةِ إلى اللّهِ مِنْ ذُنُوبِهِ وَراجَعَ عَنِ الْمَحارِمِ [۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: جسے جنت کا اشتیاق وخواہش ہو وہ نیک کام دیر نہ کرے اور اپنی خواہشات کو پامال کردے اور جو جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے وہ توبہ کرے اور گناہوں سے دوری کرے.

۸۔قال علیه السلام : طَلَبُ الْحَوائِجِ إلىَ النّاسِ مَذَلَّةٌ لِلْحَياةِ وَمَذْهَبَةٌ لِلْحَياءِ، وَاسْتِخْفافٌ بِالْوَقارِ وَهُوَ الْفَقْرُ الْحاضِرُ،قِلَّةُ طَلَبِ الْحَوائِجِ مِنَ النّاسِ هُوَ الْغِنَى الْحاضِرِ.[۳]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: لوگوں کے سامنے ہاتھ

۱۔تحف العقول:ص ۱۸۶، بحارالانوار: ج۱۷ص ۱۲،ح۲

۲۔تحف العقول:ص ۲۰۳، بحارالانوار: ج۷۵، ص۱۳۹ح۳

۳۔تحف العقول:ص۲۱۰ بحارالانوار: ج۷۵، ص۱۳۶، ح۳

پھیلانا ذلت وخواری کا سبب، اور وقار کے پامال ہونے کی علامت ہے. اس کی شرم وحیاء ختم ہوجائگی اور ہمیشہ ضرورتمند رہیگا. اور جتنا لوگوں سے کم امیدوار ہوگا اتنا ہی ان سے بے نیاز ہوجائیگا.

۹۔ قال علیہ السلام : اَلْخَيْرُ كُلُّهُ صِيانَةُ الاُنْسانِ نَفْسَهُ. [۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: انسان کی سعادت اور نیک بختی اپنے اعضاء اور جوارح کی -بری چیزوں- سے حفاظت کرنا ہے.

۱۰۔ قال علیہ السلام : سادَةُ النّاسِ فی الدُّنیا الاَسْخِیاء، وَسادَةُ النّاسِ فی الاٰخِرَةِ الاُتْقیاءِ. [۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: اس دنیا میں لوگوں کے سردار سخاوت کرنے والے، اور آخرت میں متقی اور پرہیزگاران کے سردار ہیں.

۱۱۔ قال علیہ السلام : مَنْ زَوَّجَ لِلّٰهِ، وَوَصَلَ الرَّحِمَ تَوَّجَهُ اللهُ بِتاجِ الْمَلَكِ يَوْمَ الْقِيامَةِ [۳]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشادفرماتے ہیں: جس نے خدا کی خوشنودی کے لئے اس دنیا میں شادی کی اور اپنے عزیزون کے ساتھ صلہ رحم کیا قیامت کے روز خدا اسے سربلند فرمائے گا.

۱۔ حف العقول: ص ۲۰۱، بحارالانوار: ج ۷۵، ص ۱۳۶، ح ۳

۲۔ مشکاۃ الانوار: ص ۲۳۲ س ۲۰ بحارالانوار: ج ۷۸، ص ۵۰ ح ۷۷

۳۔ مشکاۃ الانوار: ص ۱۶۶ س ۳

۱۲۔قال علیہ السلام : إنَّ اٴفْضَلَ الْجِهادِ عِفَّةُ الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ.[۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: انسان کا سب سے بڑا جہاد اپنے شکم اور اور شرمگاہ کو -حرام اور مشکوک چیزوں سے- بچانا ہے.

۱۳۔ قال علیہ السلام : مَنْ زارَ اٴخاهُ فی اللهِ طَلَبا لاِ نْجازِ مَوْعُودِ اللهِ، شَيَّعَهُ سَبْعُونَ اٴلْفَ مَلَكٍ، وَهَتَفَ بِهِ هاتِفٌ مِنْ خَلْفٍ اٴلا طِبْتَ وَطابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، فَإذا صافَحَهُ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ.[۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص اپنے دوست اور ساتھی کو خدا کی رضاء اور اس سے کئے ہوئے وعدے کو نبھانے کی غرض سے جائے ۷۰ ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے تم آلودگیوں سے پاک ہو گئے اور جنت تمہیں مبارک ہو. اور جب اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے اپنے سایہ میں لے لیتی ہے

۱۴۔قال علیہ السلام : إنْ شَتَمَكَ رَجُلٌ عَنْ يَمينِكَ، ثُمَّ تَحَوَّلَ إلی يَسارِكَ فَاعْتَذَرَ إلَيْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُ.[۳]

ترجمہ: چوتھے امام علیہ السّلام ارشاد نے فرمایا: اگر کوئی شخص تمہاری بے عزّتی کرے اور پھر واپس آ کر تم سے معافی طلب کرے تو اس کے عذر کو قبول کرو

۱۔مشکاۃ الانوار: ص ۱۵۷، س ۲۰

۲۔مشکاۃ الانوار: ص ۲۰۷، س ۱۸

۳۔مشکاۃ الانوار: ص ۲۲۹، س ۱۰، بحارالانوار: ج ۷۸ ص ۱۴۱ ح ۳

۱۵۔قال علیہ السلام : عَجِبْتُ لِمَنْ یَحْتَمِی مِنَ الطَّعامِ لِمَضَرَّتِهِ، کَیْفَ لا یَحْتَمِی مِنَ الذَّنْبِ لِمَعَرَّتِهِ[۱]

ترجمہ: چوتھے امام علیہ السّلام ارشاد نے فرمایا: مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنی کھانے پینے کی چیزوں میں اچھے برے-مفید غیر مفید- کا خیال رکھتا ہے کہ کہیں اسے کوئی نقصان نہ ہوجائے لیکن اپنے گناہوں اور روحی ،فکری ، اخلاقی و... براءیوں کی پرواہ نہیں کرتا.

۱۶۔ قال علیہ السلام : مَنْ اءطْعَمَ مُؤْمِنا مِنْ جُوعٍ اءطْعَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ثِمارِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ سَقی مُؤْمِنا مِنْ ظَمَاءٍ سَقاهُ اللّٰهُ مِنَ الرَّحیقِ الْمَخْتُومِ، وَمَنْ کَسا مُؤْمِنا کَساهُ اللّٰهُ مِنَ الثّیابِ الْخُضْرِ.[۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص کسی بھوکے کو کھانا کھلائے، خدا اسے جنت کے پھل عطا فرمائیگا، اور جو کسی پیاسے کو پانی پلائے خدا اسے جنت کے چشموں سے سیراب کریگا، اور جو شخص کسی برہنہ کو لباس پہنائے خداوند عالم اسے جنت کے سبز لباس- جو بہترین رنگ اور بہترین قسم کا ہوگا- پہنائے گا.

۱۷۔قال علیہ السلام : إنَّ دینَ اللّٰهِ لا یُصابُ بِالْعُقُولِ النّاقِصَةِ، والاراءِ الْباطِلَةِ، وَالْمَقاییسِ الْفاسِدَةِ، وَلا یُصابُ إلاّ بِالتَّسْلیمِ، فَمَنْ

۱۔اعیان الشّیعۃ: ج ۱ ص ۶۴۵ بحار الانوار: ج ۷۸ ص ۱۵۸، ح ۱۹

۲۔مستدرک الوسائل: ج ۷ ص ۲۵۲ ح ۸.

سَلَّمَ لَنا سَلِمَ، ومَنِ اهْتَدی بِنا هُدِیَ، وَمَنْ دانَ بِالْقِياسِ وَالرَّاْیِ هَلَكَ. [۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: ناقص عقل اور فاسد نظریوں اور قیاسوں کے ذریعہ دین کے احکام اور مسائل کو حاصل نہیں کیا جاسکتا؛ احکام دین تک پہونچنے کا واحد ذریعہ پوری طرح تسلیم ہوجانا ہے؛ پس جو شخص بھی ہم اہل بیت کے سامنے تسلیم ہوجائے وہ ہر طرح کے انحراف اور گمراہی سے امان میں ہے اور جو ہمارے ذریعہ ہدایت حاصل کرے ہدایت یافتہ ہے. لیکن جس شخص نے قیاس اور اپنی رائے سے دین اسلام کو حاصل کرنا چاہا وہ ہلاک ہوا

۱۷۔ قال علیه السلام : الدُّنیا سِنَةٌ، وَالآخِرَةُ يَقْظَةٌ، وَنَحْنُ بَيْنَهُما اَضْغاثُ اَحْلامٍ. [۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: دنیا ایک خواب اور آخرت بیداری ہے اور ہم اس راستہ میں خواب اور بیداری کے درمیان ہیں.

۱۸۔ قال علیه السلام : مِنْ سَعادَةِ الْمَرْءِ اَنْ يَكُونَ مَتْجَرُهُ فی بِلادِهِ، وَيَكُونَ خُلَطاؤُهُ صالِحينَ، وَتَكُونَ لَهُ اَوْلادٌ يَسْتَعينُ بِهِمْ [۳]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: وہ شخص صاحب

۱۔ مستدرک الوسائل: ج ۱۷، ص ۲۶۲، ح ۲۵

۲۔ تنبیہ الخواطر، مجموعۃ ورّام: ص ۴۳ ۳س ۲۰

۳۔ وسائل الشیعۃ: ج ۱۷ ص ۷ ح ۶۴ ، اور مشکاۃ الانوار: ص ۲۶۲

سعادت وخوش نصیب ہے جسکا اپنے شہر میں کسب وکار ہو اور اس سے مربوط تمام افراد نیک اور صالح ہوں، اور وہ جس کی اولاد اسکے نیک کام میں اسکی مددگار ہو۔

۱۹۔قال علیه السلام : آیاتُ الْقُرْآنِ خَزائِنُ الْعِلْمِ، کُلَّما فُتِحَتْ خَزانَةٌ، فَیَنْبَغی لَكَ اءنْ تَنْظُرَ ما فیها. [۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: قرآن کریم کی آیتوں میں خداوند عالم کے علم کا خزانہ ہے ،جس آیت اور خزانہ میں مشغول ہو جاؤ اس کو سمجھنے کی کوشش کرو.

۲۰۔قال علیه السلام : مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ بِمَکَّة لَمْ یَمُتْ حَتّی یَری رَسُولَ اللّهِ صَلّی اللّهُ عَلَیهِ وَآلِهِ، وَیَری مَنْزِلَهُ فی الْجَنَّةِ [۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: جس نے مکہ میں قرآن کریم ختم کیا وہ اس دنیا سے جانے سے پہلے رسول اکرم کی زیارت کریگا اور جنت میں اپنا گھر دیکھ لے گا۔

۲۱۔قال علیه السلام : یا مَعْشَرَ مَنْ لَمْ یَحِجَّ اسْتَبْشَرُوا بِالْحاجِّ إذا قَدِمُوا فَصافِحُوهُمْ وَعَظِّمُوهُمْ، فَإنَّ ذلِكَ یَجِبُ عَلَیْکُمْ تُشارِکُوهُمْ فی الاَجْ [۳] ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: اے وہ لوگو جو مکہ نہیں

۱۔مستدرک الوسائل: ج ۸، ص ۲۳۸، ح ۳

۲۔من لایحضرہ الفقیہ: ج ۲، ص ۱۴۶، ح ۹۵

۳۔من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۱۴۷ ح ۹۷

گئے اور حج انجام نہیں دیا تمہیں بشارت ہے کہ جب حاجی واپس آئیں ان سے ملاقات اور مصافحہ کروتا کہ ان کے حج کے ثواب میں شریک ہوسکو.

۲۲۔ قال علیه السلام : الرِّضا بِمَکْرُوهِ الْقَضاءِ، مِنْ اَعْلی دَرَجاتِ الْیَقینِ [۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: خداوند عالم کے سخت امتحان اور فیصلوں پر راضی رہنا، ایمان کے بلندترین درجات میں سے ہے.

۲۳۔ قال علیه السلام : مامِنْ جُرْعَةٍ اَحَبُّ إلی اللهِ مِنْ جُرْعَتَیْنِ: جُرْعَةُ غَیْظٍ رَدَّها مُؤْمِنٌ بِحِلْمٍ، اَوْ جُرْعَةُ مُصیبَةٍ رَدَّها مُؤْمِنٌ بِصَبْرٍ. [۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: خداوند عالم کے نزدیک دو گھونٹوں سے زیادہ شیرین کوئی گھونٹ نہیں، ایک غصہ کا وہ گھونٹ جس کو مومن اپنے حلم کے ذریعہ فرو کرجاتا ہے اور دوسرا مصیبت کا وہ گھونٹ جسے مومن صبر کے ذریعہ نگل جاتا ہے.

۲۴۔قال علیه السلام : مَنْ رَمَی النّاسَ بِما فیهِمْ رَمَوْهُ بِما لَیْسَ فیهِ [۳]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص دوسروں کے

۱۔مستدرک الوسائل: ج۲ص ۱۳۴ ح۱۶

۲۔مستدرک الوسائل: ج۲ص ۲۴۴ ح۲۱

۳۔بحارالانوار: ج۷۵ص ۲۶۱، ح۶۴

موجودہ عیوب کو بیان کرتا ہے تو دوسرے اس کے وہ عیوب بیان کرتے ہیں جو اس میں نہیں پائے جاتے.

۲۵۔قال علیہ السلام : مُجالَسَةُ الصَّالِحِينَ داعِيَةٌ إلى الصَّلاحِ، وَ اٴدَبُ الْعُلَماءِ زِيادَةٌ فِي الْعَقْلِ.[۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: اچھے انسانوں کی ہم نشینی انسان کو اچھی باتیں سکھاتی ہے، اور علماء کے ساتھ ہم نشینی شعور و فکر کی ترقی کا سبب ہے.

۲۶۔ قال علیہ السلام : إنَّ اللهَ يُحِبُّ كُلَّ قَلْبٍ حَزينٍ، وَيُحِبُّ كُلَّ عَبْدٍشَكُورٍ.[۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: بیشک خداوند عالم غمزدہ قلب سے محبت کرتا ہے(جو اپنی سعادت و نجات کی فکر میں رہتا ہے) اور ہر شکر گزار بندہ کو چاہتا ہے.

۲۷۔ قال علیہ السلام : إنَّ لِسانَ ابْنَ آدَمٍ يَشْرُفُ عَلى جَميعِ جَوارِحِهِ كُلَّ صَباحٍ فَيَقُولُ: كَيْفَ اٴصْبَحْتمُ فَيَقُولُونَ: بِخَيْرٍ إ نْ تَرَكْتَنا، إنَّما نُثابُ وَنُعاقَبُ بِكَ.[۳]

۱۔بحارالانوار: ج ۱، ص ۱۴۱، ذیل ح ۳۰، وج ۷۵، ص ۳۰۴

۲۔کافی: ج۲ص ۹۹ بحارالانوار: ج ۷۱، ص ۳۸ ح ۲۵

۳۔اصول کافی: ج ۲ ص ۱۱۵، وسائل الشّیعۃ: ج ۱۲، ص ۱۸۹، ح ۱

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: انسان کی زبان ہر صبح انسان کے تمام اعضاء و جوارح سے گفتگو کرتی ہے اور پوچھتی ہے: کیسے ہو؟ کیا حال چال ہیں؟

جواب دیتے ہیں: اگر تو ہمیں چھوڑ دے تو چین سے رہیں گے کیونکہ ہم تیری ہی وجہ سے ثواب و عقاب میں مبتلا ہونگے۔

۲۸۔ قال علیہ السلام: ما تَعِبَ اءوْلِیاءُ اللهُ فِی الدُّنیا لِلدُّنیا، بَلْ تَعِبُوا فِی الدُّنیا لِلآخِرَةِ۔ [۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: خدا کے چاہنے والے اور اس کے اولیاء اپنے دنیاوی کاموں میں اپنے آپ کو زحمت میں نہیں ڈالتے بلکہ وہ آخرت کے امور کے لئے زحمتیں برداشت کرتے ہیں۔

۲۹۔ قال علیہ السلام: لَوْ یَعْلَمُ النّاسُ ما فِی طَلَبِ الْعِلْمِ لَطَلَبُوهُ وَلَوْ بِسَفْكِ الْمُهَجِ وَخَوْضِ اللُّجَجِ۔ [۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: اگر لوگ علم حاصل کرنے کے فائدے جان لیں تو اس کے لئے جان کی قربانی بھی دیں اور دریا کی موجوں سے بھی ٹکرا جائیں۔

۱۔ بحارالانوار: ج ۷۳، ص ۹۲، ذیل میں ح ۶۹

۲۔ اصول کافی: ج ۱ ص ۳۵، بحارالانوار: ج ۱ ص ۱۸۵ ح ۱۰۹

۳۰-قال علیہ السلام : لَوِ اجْتَمَعَ اٴهْلُ السَّماءِ وَالاٴرْضِ اٴنْ يَصِفُوا اللّٰهَ بِعَظَمَتِهِ لَمْ يَقْدِرُو [1]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: اگر تمام آسمان وزمین والے جمع ہوجائیں تو بھی خداوند عالم کی عظمت وجلالت کی توصیف وتعریف پر قادر نہیں ہونگے.

۳۱- قال علیہ السلام : ما مِنْ شَيْءٍ اٴحبُّ إلى اللّٰهِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ مِنْ عِفَّةِ بَطْنٍ وَفَرْجٍ، وَما شَيْءٌ اٴحَبُّ إلى اللّٰهِ مِنْ اٴنْ يُسْاٴلَ. [2]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: خداوند عالم کے نزدیک اپنی معرفت کے بعد سب زیادہ پسندیدہ چیز انسان کا شکم وشرمگاہ کی-خواہشات نفسانی اورگناہوں سے-حفاظت ہے، اورخدا کے نزدیک سب سے محبوب کام اس کی بارگاہ سے اپنی حاجات کوطلب کرنا ہے.

۳۲-قال علیہ السلام : إبْنَ آدَمَ إنَّكَ مَيِّتٌ وَمَبْعُوثٌ وَمَوْقُوفٌ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَسْؤُولٌ، فَاٴعِدَّ لَهُ جَوابا. [3]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: اے آدمی (اے انسان) تو مرنے والا ہے اور تجھے پھر اٹھایا جائیگا اور تو خداوند عالم کی بارگاہ میں سوال

۱- اصول کافی: ج۱ ص ۱۰۲، ح۴

۲- تحف العقول: ص۲۰۴ بحارالانوار: ج ۷۸، ص ۱۴۱ ح ۴

۳- تحف العقول: ص ۲۰۲، بحارالانوار: ج ۷۰، ص ۶۴ ح ۵

وجواب کے لئے حاضر ہوگا لہٰذا تجھے (صحیح اور مطمئن جواب کے لئے) تیار رہنا چاہئے.

۳۳۔قال علیہ السلام : نَظَرُ الْمُؤْمِنِ فِي وَجْهِ اءخِيهِ الْمُؤْمِنِ لِلْمَوَدَّةِ وَالْمَحَبَّةِ لَهُ عِبادَة.[1]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: مومن کا اپنے مومن بھائی کے چہرے پر محبت وانسیت کی وجہ سے نظر کرنا عبادت ہے.

۳۴۔قال علیہ السلام : إ يّاكَ وَمُصاحَبَةُ الْفاسِقِ، فَإ نّهُ بائِعُكَ بِاءكْلَةٍ اءوْ اءقَلّ مِنْ ذلِكَ وَإ يّاكَ وَمُصاحَبَةُ الْقاطِعِ لِرَحِمِهِ فَإ نّى وَجَدْتُهُ مَلْعُونا فى كِتابِاللّهِ.[2]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السولام ارشاد فرماتے ہیں: اپنے آپ کو فاسق اور بدعمل لوگوں کی دوستی سے بچاؤ اس لئے کہ وہ تمہیں ایک لقمے یا اس سے بھی کم میں تمہیں بیچ دیگا اور جو لوگ اپنے رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت نہیں کرتے ان کی ہم نشینی سے بچو اس لئے کہ میں نے انہیں خدا کی کتاب میں ملعون دیکھا ہے.

۳۵۔ قال علیہ السلام : اءشَدُّ ساعاتِ ابْنِ آدَم ثَلاثُ ساعاتٍ: السّاعَةُ الَّتى يُعايِنُ فيها مَلَكَ الْمَوْتِ، وَالسّاعَةُ الَّتى يَقُومُ فيها مِنْ قَبْرِهِ، وَالسَّاعَةُ الَّتى يَقِفُ فى ها بَيْنَ يَدَيِ الله تَبارَكَ وَتَعالى، فَإ مّا الْجَنَّةُ

۱۔تحف العقول: ص ۲۰۴ بحار الانوار: ج ۷۸ ص ۱۴۰، ح ۳

۲۔تحف العقول: ص ۲۰۲ بحار الانوار: ج ۷۴، ص ۱۹۶، ح ۲۶

وَإِمّا إِلَى

النّارِ.[۱]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: انسان کے اوپر تین وقت اور تین مرحلے سب سے سخت ہوتے ہیں:

۱۔جب حضرت عزرائیل اس کی روح قبض کرنے آتے ہیں.

۲۔جب قبر میں زندہ ہوتا ہے اور محشر میں لے جایا جاتا ہے.

۳۔جب اسے خداوند عالم کی بارگاہ میں- نامہ اعمال اور حساب وکتاب کے لئے -لے جایا جاتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اسکے نصیب میں جنت اور اسکی نعمتیں ہیں یا جہنم اور اس کی سختیاں.

۳۶۔قال علیه السلام : إذا قامَ قائِمُنا اءذْهَبَ اللهُ عَزَوَجَلّ عَنْ شيعَتِنا الْعاهَةَ، وَجَعَلَ قُلُوبَهُمْ كَزُبُرِ الْحَديدِ، وَجَعَلَ قُوَّةَ الرَّجُلِ مِنْهُمْ قُوَّةَ اءرْبَعينَ رَجُلاً.[۲]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: جب ہمارے قائم (حضرت حجّت ، روحی لہ الفداء وعجّ) ظہور فرمائینگے تو خداوند عالم ہمارے شیعوں اور اطاعت گزاروں سے سختیاں اور مشکلات کو ختم کر دیگا اور ان کے دلوں کو لوہے کی طرح

۱۔بحارالانوار: ج۶ ص ۱۵۹، ح ۱۹، نقل از خصال شیخ صدوق

۲۔خصال: ج۲ ص ۵۴۲ بحارالانوار: ج۵۲ ص ۳۱۶، ح ۱۲

مضبوط کردیگا،اور ان میں سے ہر ایک کی طاقت دوسرے چالیس لوگوں کی برابر ہوگی.

۳۷۔قال علیہ السلام : عَجَبا کُلّ الْعَجَبِ لِمَنْ عَمِلَ لِدارِ الْفَناءِ وَتَرَكَ دارَالْبقاء. [۱]

ترجمہ :امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: تعجب ہے اور بہت تعجب ہے اس شخص پر جو اس دنیائ فانی کے لئے عمل انجام دے لیکن عالم بقا کے لئے کوئی کام انجام نہ دے۔

۳۸۔قال علیہ السلام : رَاءَیْتُ الْخَیْرَ کُلَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ فِي قَطْعِ الطَّمَعِ عَمّا فِي اءیْدِی النّاسِ. [۲]

ترجمہ :امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: تمام نیکیاں اور اچھائیاں حرص سے قطع نظر (یعنی قناعت رکھنے) میں ہیں.

۳۹۔قال علیہ السلام : مَنْ لَمْ یَکُنْ عَقْلُهُ اءکْمَلَ ما فیهِ، کانَ هَلاکُهُ مِنْ اءیْسَرِ ما فیهِ. [۳]

ترجمہ :امام زین العابدین علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں: جس کے عقل وشعور کامل نہیں ہوتے۔اس کی فکر منجمد ہو جاتی ہے۔اور آسانی کے ساتھ گمراہ و ہلاک

۱۔بحارالانوار:ج ۷۳، ص ۱۲۷، ح ۱۲۸

۲۔اصول کافی:ج ۲ص ۳۲۰، بحارالانوار:ج ۷۳، ص ۱۷۱ح ۱۰

۳۔بحارالانوار:ج 1، ص ۹۴ح ۲۶، بہ نقل از تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام

ہو جاتا ہے.

۴۰-قال علیہ السلام : إِنَّ الْمَعْرِفَةَ، وَكَمالَ دينِ الْمُسْلِمِ تَرْكُهُ الْكَلامَ فيما لا يُغْنيهِ، وَقِلَّةُ ريائِهِ، وَحِلْمُهُ، وَصَبْرُهُ، وَحُسْنُ خُلْقِهِ.[1]

ترجمہ: امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: بیشک معرفت اور دانائی یہ ہے انسان اس بات کو کہنے سے پرہیز کرے جس سے اس کو یا دوسروں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا.

اسی طرح ریاکاری اور خودنمائی وتظاہر سے دوری، زندگی کی مشکلات میں صبر اور اچھا اخلاق رکھنے اور نیک سیرت ہونے میں {دانائی ومعرفت} ہے.

الحمد للہ الذی وفقنی لاتمام ھٰذہ الرسالۃ وارجو منہ ان یقبل منّی برحمتہ ومنّہ

سردار حسن عفی عنہ

جمادی الاوّل ۱۴۳۲ھ مطابق مئی ۲۰۱۱ء

۱۔ تحف العقول: ص ۲۰۲ بحار الانوار: ج ۲ ص ۱۲۹ ح ۱۱.

گزارش

موسسہ فضائل نو گانواں سادات کا علمی تحقیقات کا شعبہ دینی کتب کی نشر واشاعت کے لئے آمادگی رکھتا ہے، لہذا جو حضرات بھی اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے دینی کتب شایع کرانے کے خواہشمند ہیں وہ ادارہ سے رابطہ کریں یا ٹیلیفون کے ذریعہ معلومات فرمائیں

شعبہ تحقیقات علمی موسسہ فضائل جامعہ باب العلم
نو گانواں سادات ضلع جے پی نگر یو پی ہند۔ ۲۴۴۲۵۱
Ph. 00919634682471,